

نیکوں کا بدلہ

عن انس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يظلمُ مؤمناً حسنة يعطى بها فى الدنيا ويُجزى بها فى الآخرة وأما الكافر فيُطعمُ بحَسَنَاتٍ ما عَمَلَ بها لله فى الدنيا حتى اذا أَفْضَى الى الآخرة لم يكن له حَسَنَةٌ يُجزى بها - [رواه مسلم]

”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی مومن کی نیکیوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ انہی کے سبب دنیا میں اسے عطا کیا جاتا ہے اور انہیں کے سبب وہ آخرت میں جزا دیا جائے گا۔ لیکن کافر نے دنیا میں جو نیکیاں کی ہوتی ہیں انہیں کے باعث اسے کھلایا پلایا جاتا ہے اس لیے جب وہ آخرت کی طرف لوٹے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کی اسے جزا دی جائے۔“

عریانی و فحاشی

مختلف قسم کے پرائیویٹ ٹی وی چینلز نے ”لبرل ازم“ اور ”فیشن پرستی“ کے نام پر عریانی، بے باکی، بے حیائی اور بے لباسی عام کر دی ہے۔ سادگی، حیا اور قناعت رخصت ہو چکے ہیں۔ نمود و نمائش، تکلف اور اسراف بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ دیکھتے دیکھتے برقع پردہ رخصت ہوا۔ پھر دوپٹہ بھی بوجھ محسوس ہونے لگا۔ ڈیزائننگ کے نام پر لباس میں سے بھی ستر اور جسم پوشی والا عنصر ختم ہوتا جا رہا ہے۔ کیپری، ”جینز اور برائے نام قمیض“ یہ ہماری نوجوان لڑکیوں کا مختصر لباس ہے۔ پھر اس مختصر سی قمیض کا کھلا گلا، مختصر آستین جس سے سینہ اور بغلیں صاف دکھائی دیتی ہیں۔ لمبے لمبے چاک جس سے پہلوؤں سے جسم عریاں ہو رہا ہے۔ جس سے سارے سرین (Hips) واضح ہو رہے ہیں۔ (گھٹنوں تک کی لمبی قمیض کا یہی فائدہ کیا کم ہے کہ شلوار کے اوپر قمیض آ کر اس حصے کو پورا ڈھانپ لیتی تھی۔ اور عورت کی شرم و حیا کو قائم رکھنے میں مدد دیتی تھی۔) پھر پاجامہ نما شلواریں، جو مختصر لباس پہنا جا رہا ہے۔ اس میں بھی جگہ جگہ کٹ (Cut) لگا کر جسم کی عریانی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر بے شمار فضول رسوم و رواج اور بہت زیادہ اسراف، اس دن کھلے بال، بے حیا لباس، زرق برق کپڑے، جگہ جگہ ہاتھوں میں موبائل اور کیمرے..... تصاویر اور موویز..... ناچ گانا..... رقص و سرود..... ہلا گلا..... مکس گید رنگ یعنی مردوں عورتوں کا مخلوط پروگرام..... بڑے بڑے دین دار گھرانوں کے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر جو طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے۔ واقعی اس دن شیطان اپنی کارکردگی پر خوشی سے شادیاں بجاتا ہوگا۔ اور یہ مختلف دیدہ زیب خوب صورت سکراف جن کا دین دار خواتین میں چہرے کے پردے کے طور پر رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ حقیقت ہے کہ یہ ”تبرج جاہلیہ“ ہی کی ایک شکل ہے۔ کہاں سفید یا کالی سادہ چادر سے اپنے چہرے کو چھپانا اور کہاں ان خوب صورت رومالوں کے ذریعے اپنے آپ کو اور زیادہ نمایاں کرنا..... ایسے پھولدار خوب صورت ڈیزائنوں والے سکراف سے گریز کرنا ہی ایمانی غیرت اور حیا کا تقاضا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تبرج جاہلیہ جس سے قرآن پاک نے سختی سے روکا ہے کی صحیح وضاحت کر دی جائے۔ تبرج کا مادہ ”برج“ (مینار) ہے۔ جو ہر شخص کو دور سے نمایاں نظر آتا ہے۔ یہاں تبرج سے مراد اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے بناؤ سنگار کر کے بے پردہ باہر پھرنا اور برج کی طرح نمایاں ہونا ہے۔ جاہلیت میں خواتین دوپٹہ سر پر ڈالتیں پھر اس کے دونوں پلو اس طرح پیچھے کی طرف پھینک دیتیں کہ سامنے سے سارا سینہ اور گردن وغیرہ نمایاں رہے۔ اس کو ”تبرج جاہلیہ“ قرار دیا گیا۔ اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام کی خاتون مطلوب اور آج کی نام نہاد مسلمان خواتین میں کتنا فرق رونما ہو گیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان خاتون کھلمنہ ننگے بازو اور کھلے بالوں کے ساتھ بازار میں جا رہی ہو تو اس میں اور ہندو/عیسائی عورت میں کیا فرق رہ جائے گا؟ [ہماری بدلتی قدریں، ص: ۲۳۵-۲۳۶]

فہرست

1	نیکوں کا بدلہ	جواہر پارے ❀
2	عریانی و فحاشی	کلمہ طیبہ ❀
5	(حافظ احمد شاکر)	اداریہ ❀
7	اسلام اور خرید و فروخت کے زیریں اصول! ۲ (حافظ ذوالفقار علی)	معاشیات ❀
16	زبان کی حفاظت	اخلاقیات ❀
22	(اسحق بھٹی) مقالہ نویسی کی اہمیت اور طریقہ کار	تعلیم و تربیت ❀
26	(حکیم محمد مدثر خاں) مولانا حافظ محمد بنیامین طور	تذکرۃ الاخیار ❀
31	(ترجمہ: مولانا نصیر احمد ملی) رشوت کی تعریف اور اس کے بنیادی ارکان	معاشرتی مسائل ❀
35	(عبدالرحمن عاجز) پس دیوار	شعر و ادب ❀

جنت سے محرومی

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَهُ النَّارُ﴾ [المائدة: ۷۲]

”یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔“

موحد اور مشرک کا انجام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ (شَيْئًا) دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔“

[بخاری: ۱۲۳۸]

”جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہوئے مر جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

وہ دعا جو ہر قسم کے شرک کو ختم کر دیتی ہے۔

آپ ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے ہر قسم کا شرک تجھ سے ختم ہو جائے۔ اور پھر فرمایا: تم یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔

”اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں دیدہ و دانستہ تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤں اور اگر لاعلمی میں کبھی ایسا

ہو جائے تو اس کی میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔“ [الادب المفرد البخاری، رقم: ۷۱۶]

اس راستے میں کوئی کہکشاں نہیں

حافظ احمد شاہ

اداریہ

سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۲ کے ایک ٹکڑے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین کا علم سیکھتے اور اس میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف لوٹتے تو ان کو ڈراتے تاکہ وہ حذر کرتے۔“ [ترجمہ شاہ عبدالقادر]

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو علم سیکھنا فرض ہے وہ دین کا علم ہے جس کا اس آیت میں واضح حکم ہے اور حصول علم کا مقصد بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ وہ اپنی قوم کو ڈر سنا تے یعنی اپنی قوم..... خاندان..... کو نافرمانی کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ کی بیان کی ہوئی تنبیہات سے آنے والے عذاب الہی سے ڈراتے۔

دین پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ نبی ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں شروع ہو گیا کتب احادیث میں جو اصحاب صفہ کا ذکر ہے واضح رہے کہ صفہ کے اس حصے کو مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اب تک نمایاں دکھایا گیا جسے آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ پہلی دینی درس گاہ تھی۔ اور یہ سلسلہ روئے زمین پر جہاں ایک بھی مسلمان آباد ہے اب تک جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

ہر مسلمان کے شعور یا لا شعور میں یہ بات ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسانوں کی طرف انبیاء معبوث کیے اور اپنے ان محبوب بندوں کے ذریعے انسانوں کے لیے کتب و صحائف نازل صرف اس لیے فرمائے کہ بندوں تک ہدایت بھی پہنچ جائے اور نافرمانیوں کے انجام کا ان کو علم بھی ہو جائے۔ پھر وہ اپنے دل و دماغ سے سوچ کر جو راستہ چاہیں منتخب کر لیں کہ انبیاء و کتب کا نزول اس ذات باری کی صفت رحمت کا مظہر ہیں کہ ان کی پیدا کی ہوئی احسن تقویم..... انسان..... جنہم کے اندر صحت سے بچ جائے۔ انبیاء، صلحاء اور علماء نے انسانوں کو راہ ہدایت کی راہ نمائی کے لیے دینی تعلیم کا یہ سلسلہ جاری رکھا۔ جس سے ثابت ہوا فرض..... یعنی دینی..... علم کی غرض و غایت آخرت اور صرف آخرت ہوتی ہے۔ ہاں دیگر عقلی علوم منطق، فلسفہ، فلکیات، سائنس، طب، کمپیوٹر اور مختلف زبانیں انگلش، جرمن، فارسی و دیگر..... دنیاوی علوم..... سے روکا نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے علم کی بڑھوتی کی حوصلہ افزائی ہی کی گئی ہے۔ جیسے جنت کے گرد خاردار باڑ کا تذکرہ آتا ہے یہی صورت حال دینی علم و تعلیم کی ہے جس میں آسائشیں، راحتیں، سہولتیں اور دنیاوی ترغیبات بہت کم ہوتی ہیں۔ احسبوا ان یتروا ان یقولوا آمنا و ہم لا یفتنون

دینی تعلیم و تعلیم کے بارے میں مختلف پہلوؤں پر گزارشات پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

منتظمین: اہل مدارس عموماً خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع کر لیتے بلکہ کرتے رہتے ہیں کہ ان کی آمدن اخراجات سے ہمیشہ کم رہتی ہے۔ جس بنا پر وہ علماء و مدرسین کو اعزازیے اس قدر کم دیتے ہیں کہ اگر اس رقم سے انہیں اپنے اخراجات پورے کرنے پڑیں تو انہیں دن کو ہی تارے نظر آجائیں۔ لہذا ان سے درخواست ہے کہ وہ علماء و مدرسین کے اعزاز یوں میں روز افزوں مہنگائی کے مطابق مقرر کریں اور ممکن حد تک علماء و مدرسین کو غم جہاں سے بے نیاز کرنے کی اپنی سی کوشش میں کوتاہی نہ کریں۔ اس کے ساتھ بلکہ اس سے زیادہ ضروری یہ بات کہ وہ ان علماء و مدرسین کو ملازم سمجھ کر ان سے ملازمانہ سلوک نہ کریں بلکہ ان کی عزت نفس کا خیال رکھیں، احترام کریں اور ان کے ساتھ وقار سے ہم کلام ہوں۔ اس سے منتظمین کی عزت میں اضافہ ہوگا، طلباء کے دل میں اساتذہ کا احترام بڑھے گا اور ادارے کے پورے ماحول پر خوش گوار اثر پڑے گا۔ طلباء میں جن بچوں کے والدین صاحب نصاب ہوں انہیں احساس دلائیں کہ آپ کا بچہ..... لوگوں کے میل کچیل..... صدقات و زکوٰۃ کا مستحق نہیں لہذا بچے کے قیام و طعام بلکہ تعلیمی اخراجات کھلے دل سے برداشت کریں۔ نیز طلباء لوگوں کے گھروں میں دعوتیں کھانے کے لیے بھیجنے سے گریز کریں اس سے عزت نفس محروم ہونے بلکہ کالعدم ہو جانے کا شدید خطرہ ہوتا ہے۔

علماء: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کم و بیش تیس سال کے قریب مختلف مقامات پر خطابت و تدریس کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے لیکن کسی بھی ادارے، مسجد یا مدرسے کے منتظمین سے تنخواہ کے اضافے کا انہوں نے عمر بھر مطالبہ نہیں کیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کا ایک مستقل نکتہ نظر تھا کہ ہم..... یعنی علماء..... نے قوم کے صدقات و زکوٰۃ سے دینی علم حاصل کیا جس سے قوم تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اور ہماری..... یعنی علماء..... کی مکمل کفالت قوم کی ذمہ داری ہے۔ اگر قوم اپنی ذمہ داری ادا نہ کرے تو ہم..... علماء..... کو اللہ تعالیٰ نے دین کی جو نعمت اور اس کی سمجھ عطا کر رکھی ہے ہمیں اپنی ذمہ داری صدق دل سے ادا کرتے رہنا چاہیے۔ قوم اپنی کوتاہی کی اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوگی۔ یہ نکتہ نظر عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علماء و مدرسین کو اپنے تلامذہ کے سامنے زمانے کی نا قدر شناسی، اپنی کم مائیگی اور محرومیوں کے تذکرے سے محتاط رہنا چاہیے اور طلباء کو من یرد اللہ بہ خیراً یفقهہ فی الدین کے مختلف پہلوؤں کی ذہن سازی کرتے رہنا چاہیے۔ ان شاء اللہ اس کے نتائج مثبت ثمر آور اور دیر پا ہوں گے۔

طلباء: عزیز طلباء کو چاہیے کہ وہ دینی تعلیم کا راستہ سوچ سمجھ کر اور اخلاص نیت کے ساتھ اختیار کریں کہ یہ راستہ جنت کی طرح کانٹوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس میں آرائش تو کجا آسائش دنیا کا امکان بھی بہت کم ہوتا ہے کیوں کہ اس راستے کی توفیق اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسی کو مرحمت فرماتا ہے جس کے ساتھ وہ بھلائی کا ارادہ فرمالتا ہے۔ اور یہ وہ راستہ ہے جس میں فرشتے آپ کے پاؤں تلے پر بچھاتے ہیں۔ دینی علم کے جہ طلباء کو اللہ تعالیٰ حصول رضائے الہی کی نعمت سے نواز دے ان کی خوش نصیبی کا تو ٹھکانہ ہی کیا۔ نیز علم میں برکت اور..... دینی و اخروی..... نفع علم یعنی اساتذہ اور کتبوں کا احترام بھی بنیادی شرط ہے۔ اساتذہ کے احترام میں ان کے معروف احکام کی بجا آوری، ان کے سامنے مؤدب..... یعنی لبا ساً قولاً، استاذ کے ارشادات و ہیماں سے سننا اور کسی بھی معاملہ میں ان کے ساتھ بحث کرنے اور سبقت لے جانے سے گریز کرنا وغیرہ۔ کتاب کو ادب سے رکھنا، اس کو ڈھال بنانے اور ڈھانپنے کے استعمال سے گریز کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

والدین: ہمارے معاشرے میں اکثر یہ ہوتا تھا کہ والدین کی نظر میں جو بچے ذرا کم صلاحیت کے حامل ہوتے تھے انہیں ہی دینی تعلیم کے لیے وقف کیا جاتا تھا۔ اب جب سے قانونی طور پر حفظ قرآن کے اضافی ۲۰ نمبر ملنے لگے ہیں تو اب حفظ قرآن کا ”شوق“ بھی عام ہونے لگا ہے اور مختلف سکولوں میں حفظ قرآن کا انتظام بھی کیا جانے لگا ہے لیکن اس قسم کے حفاظ کی دلچسپی عموماً مکمل کر کے سند لینے تک ہوتی ہے تراویح کی مشقت..... جو درحقیقت سعادت ہوتی ہے..... وہ نہیں اٹھاتے۔ لیکن حفظ قرآن کے بعد کھاتے پیتے گھرانوں کے باصلاحیت بچوں کو دینی تعلیم کے لیے وقف کر دینا بہت ہی کم خوش نصیبوں کے حصہ میں آتی ہے۔ اس لیے عمومی والدین سے درخواست ہے کہ اپنے گھر کے سب سے باصلاحیت بچے کو رضائے الہی کی خاطر دینی تعلیم کے لیے وقف فرمائیں۔ ضروری نہیں وہ دینی علوم پڑھ کر دین ہی کو ذریعہ معاش بنائیں بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ دینی تعلیم کو ذریعہ نجات بنائیں اور کھاتے پیتے گھرانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کے تعلیمی، رہائشی اور خوراک کے اخراجات خود برداشت کریں تاکہ آپ کے بچے بلا استحقاق و اساخ الناس نہ کھائیں۔ نیز دینی علم سے بہرہ ور بچوں کا حق تو یہ ہے کہ انہیں دوسری اولاد پر ترجیح دی جائے اگر یہ نہ ہو سکے تو ان بچوں کو کم از کم دیگر بچوں کے برابر درجہ بھی دیں اور پورے برنس میں ان کو برابر کا شریک رکھیں اور ان بچوں کو چاہیے کہ وہ دین کی خدمت ضرور کریں لیکن کاروبار میں گھر والوں کے ساتھ مکمل عملاً شریک ہو کر اپنا اور دین کا وقار بحال رکھیں۔

معاونین: مدارس دینیہ کو عطیات عموماً زکوٰۃ کی مد سے دیئے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو اس نے لینا ہی ہے۔ لیکن عطیات دینے والے بعض حضرات کا مدارس کے عملے اور بعض مرتبہ علماء کے ساتھ رویہ باوقار محسوس نہیں رہتا۔ اسی طرح بعض ان محترم حضرات کا عطیات دینے والوں کے ساتھ اسی طرح ہوتا ہے اور بعض مرتبہ بعض حضرات اپنے وقار کا خیال بھی نہیں کرتے۔ کہنے والی بات شاید کبھی نہیں جاسکی مقصد صرف یہ ہے کہ ہر طبقہ اگر رضائے الہی کو ملحوظ رکھے تو پھر بہت سی انسانی کوتاہیوں سے خود بخود چشم پوشی ہو جاتی ہے۔

اس تحریر کی غرض صرف دینی مدارس کے طلباء و علماء کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ اس راستے میں کوئی کہکشاں نہیں، اس راستے میں اجر، جنت، روحانی آسائش تو ہے لیکن دنیاوی راحت اور اس کی آرائش کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں لیکن حسن نیت و عمل سے جو بہرہ ور ہو جائے وہ ان شاء اللہ اس فرمان الہی کا مصداق بن جائے گا۔ من کان یرید حرث الآخرة نزد له فی حرثه

اسلام اور خرید و فروخت کے زریں اصول!

حافظ ذوالفقار علی (شیخ الحدیث ابو ہریرہ شریعہ کالج لاہور)

دینی سے مکمل اجتناب کرے۔ یہ سوچ نہ رکھے کہ سچ بولنے سے منافع میں کمی واقع ہوگی کیوں کہ سچ بولنے سے اللہ تعالیٰ تھوڑے منافع میں بھی برکت ڈال دیتا ہے۔ جب کہ جھوٹ سے حاصل کیا ہوا زیادہ منافع بھی بے برکت ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

فَلَنْ صَدَقًا وَبَيْنًا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَلَنْ كُتْمًا وَكَذَبًا مُحِطَتْ بِرُكَّتِهِ بَيْعُهُمَا - [صحیح البخاری،

کتاب البیوع، باب ما یحق الکذب]

”اگر وہ دونوں (تاجر اور گاہک) سچ بولیں اور ایک دوسرے پر حقیقت حال واضح کر دیں تو ان کے سودے میں برکت ہوگی، اور اگر دونوں نے جھوٹ بولا اور عیب کو چھپایا تو ان کے سودے سے برکت مٹا دی جائے گی۔“

فریقین کو چاہیے کہ وہ معاملہ کرتے وقت ہمیشہ اس حدیث کو پیش نظر رکھیں۔ بعض دکان دار چیز کا نقص واضح نہیں کرتے بلکہ اس کی ذمہ داری خریدار پر ڈال دیتے ہیں کہ آپ خود دیکھ لیں اگر بعد میں کوئی نقص نکلا تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے حالانکہ ان کو اس کا علم ہوتا ہے یہ طریقہ خلاف شریعت ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاْعٌ مِنْ اَخِيهِ يَخْفَا فِيهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَّهُ لَهُ - [سنن ابن ماجہ، باب من

باع عیبا فلیبینہ وقال ابن حجر فی الفتح اسنادہ حسن]

”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو ایسی چیز بیچے جس میں عیب ہو سوائے اس کے کہ وہ اس پر واضح کر دے۔“

یعنی فروخت کنندہ کو چاہیے کہ وہ خریدار پر واضح کرے کہ مال میں

کیا یہ حکم صرف خوردنی اشیاء کے لیے ہے:

فروخت سے قبل خریدی گئی چیز کی نقل و حمل کا حکم صرف غذائی اجناس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں وہ تمام اشیاء داخل ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وَلَا اَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا مِثْلَهُ - [صحیح بخاری،

باب بیع الطعام قبل ان یقبض]

”میرے خیال میں تمام اشیاء کا یہی حکم ہے۔“

امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کے بارے میں رقم طراز ہیں:

وهذا القول هو الصحيح الذی نختاره - [تہذیب،

ج: ۵، ص: ۱۳۲]

”یہی قول صحیح ہے جس کو ہم پسند کرتے ہیں۔“

اس کی تائید اور پر مذکورہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں غلے کی بجائے سامان کا تذکرہ ہے۔ البتہ وہ اشیاء جن کو دوسری جگہ منتقل کرنا ممکن نہیں جیسے اراضی اور مکانات ہیں ان کے قبضے کی نوعیت مختلف ہوگی ان میں قبضہ کا معنی صرف اتنا ہے کہ فروخت کنندہ تمام رکاوٹیں دور کر کے مشتری کو تصرف کا پورا موقع فراہم کر دے۔ اسی طرح جو اشیاء ہاتھ میں لے کر قبضہ کی جاتی ہیں جیسے کرنسی نوٹ ہیں ان کا قبضہ یہ ہے کہ ان کو ہاتھ میں لے لیا جائے۔

عیب نہ چھپائیں:

دین اسلام خیر خواہی کا دین ہے اس لیے مسلمان تاجر پر لازم ہے کہ لین دین کے وقت سچائی سے کام لے اور خریدار پر حقیقت حال واضح کرے، مال کے نقص کو نہ چھپائے، ملاوٹ، مکروفریب، جھوٹ اور دھوکا

حضرت شعیب علیہ السلام جس قوم میں مبعوث کیے گئے ان میں شرک کے علاوہ ایک نمایاں بیماری یہ بھی تھی کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، حالاں کہ یہ بڑے آسودہ حال تھے۔ جب یہ لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت پر بھی باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ برسا کر ان کو مال و دولت سمیت تباہ کر دیا۔ یہ عذاب اس طرح آیا کہ پہلے سات دن تک ان پر سخت گرمی اور دھوپ مسلط کر دی، اس کے بعد بادلوں کا ایک سایہ آیا، چوں کہ یہ لوگ سات دن کی سخت گرمی سے بلبلائے ہوئے تھے اس لیے سب سائے تلے جمع ہو گئے تاکہ ٹھنڈی ہواؤں کا لطف اٹھائیں۔ لیکن چند لمحے بعد ہی آسمان سے آگ کے شعلے برسنے شروع ہو گئے، زمین زلزلے سے لرز اٹھی اور ایک سخت چنگھاڑ نے انہیں ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیا۔ قرآن حکیم نے اس واقعہ کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے:

﴿فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ [الشعراء: ۱۸۹]

”انہوں نے اسے (شعیب علیہ السلام کو) جھٹلایا تو انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ وہ بڑے بھاری دن کا عذاب تھا۔“

امام الانبیاء علیہ السلام کا فرمان ہے:

وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَوْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ - [سنن ابن ماجہ، باب العقوبات]

”جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قسط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔“

چوں کہ ناپ تول میں ڈنڈی مارنا ظلم ہے جس کی دین اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔ اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ دیتے وقت ذرا جھکتا ہوا دیا جائے۔ فرمان نبوی علیہ السلام ہے:

إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجَحُوا - [سنن ابن ماجہ، باب الرجحان فی الوزن]

”جب تول کر دو تو جھکتا ہوا دو۔“

یہ نقائص ہیں۔ مال کے عیوب چھپانا کتنا عظیم جرم ہے، اس کی سنگینی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں سے بیزاری اور بے تعلقی کا اعلان فرمایا ہے جو چیز کا عیب ظاہر کیے بغیر فروخت کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں داخل کیا آپ کی انگلیوں نے گیلیاں محسوس کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: تم نے اس بھیکے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہ کر دیا تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکتے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے دھوکا دیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔“

[صحیح مسلم، باب قول النبی من غشنا]

یہاں یہ نکتہ غور طلب ہے کہ تاجر نے غلے کو خود گیلیاں نہیں کیا تھا محض گیلے جیسے کو چھپایا تھا مگر آپ نے اسے بھی قابل گرفت قرار دیا۔ کیوں کہ ناقص خوراک سے لوگوں کی صحت پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ کم روشنی میں گا ہک کے سامنے مال پیش کرنا یا مال کی دو تہیں ہوں تو صرف عمدہ تہہ دکھانا بھی دھوکا دہی میں داخل ہے۔

ناپ تول میں ڈنڈی نہ ماریں:

دھوکا دہی اور فریب کی بدترین قسم ناپ تول میں کمی ہے، جو لوگ اس سنگین جرم کے مرتکب ہیں وہ اسلام کی نگاہ میں قابل نفرت اور سخت سزا کے مستحق ہیں۔ قرآن مجید نے اس جرم کی شناعت و قباحیت اور اخروی سزایوں بیان فرمائی ہے:

﴿وَبَلِّغْ لِلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝﴾

[المطففين: ۱-۳]

”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔“

قسمیں نہ کھائیں:

بعض تاجر اگر جھوٹی قسمیں کھا کر دھوکا دہی کے مرتکب ہوتے ہیں تو بعض گاہکوں کو مطمئن کرنے کے لیے بہت زیادہ قسمیں کھاتے ہیں، جھوٹی قسم تو بدترین گناہ ہے، روز قیامت اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا لیکن سچی قسم سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ چنانچہ حدیث کی مستند اور اعلیٰ ترین کتاب صحیح بخاری میں ایک عنوان یوں باندھا گیا ہے۔

بَابُ مَا يُحْرَمُ مِنَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ -

”خرید و فروخت میں قسمیں کھانا مکروہ ہیں۔“

شراح بخاری علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”یہ کراہت مطلق ہے اگر قسم جھوٹی ہوگی تو مکروہ تحریمی اور اگر

سچی ہوگی تو مکروہ تنزیہی ہوگی۔“ [فتح الباری، ج: ۴، ص: ۴۰۰]

یعنی سچی قسم سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ علامہ بدر الدینی عینی نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔ [عمدة القاری، ج: ۸، ص: ۳۵۵]

ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق یہ عادت برکت کھودینے کا باعث ہے کیوں کہ دنیاوی مفاد کے لیے اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام کا استعمال غیر مناسب ہے اور بالآخر جب لوگ ایسے تاجر کی عادت سے واقف ہو جاتے ہیں تو پھر اس کی قسموں پر یقین نہیں کرتے یوں اس کی دکان داری خراب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے اسلام نے قسمیں کھا کر مال بیچنے سے منع کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْحَلْفُ مُنْفَقَةٌ لِلْسِّلْعَةِ مُمَحَقَّةٌ لِلْبَرَكَةِ - [صحیح

بخاری، باب یمحق الله الربا]

”قسم تجارت کو خوب چلاتی ہے مگر برکت کو ختم کر دیتی ہے۔“

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنْفَقُ ثُمَّ

يُمَحَقُ - [صحیح مسلم، باب النهی عن الحلف في البيع]

”بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیوں کہ یہ چیز فروخت تو کر دیتی ہے مگر اس کی برکت ختم کر دیتی ہے۔“

نرم رویہ اختیار کریں:

کاروباری معاملات اور لین دین میں دوسرے فریق کو رعایت اور سہولت دینا اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے یہی وجہ ہے اسلام یہ تلقین کرتا ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے ساتھ فراخ دلی، نرمی اور سیرچشمی کا مظاہرہ کریں، بٹنے کی طرح سخت اور بے لچک رویہ اختیار نہ کریں۔ پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمَحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا

اَقْتَضَى - [صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب

السهولة فالسماحة في الشراء والبيع]

”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو بیچتے، خریدتے اور تقاضا

کرتے وقت نرمی کرتا ہے۔“

دوسری روایت میں ہے:

أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ سَمَحٌ بِالْبَيْعِ، سَمَحٌ الْقَضَاءِ،

سَمَحٌ الْقَضَاءِ، سَمَحٌ الْقَضَاءِ - [طبرانی اوسط،

ج: ۷، ص: ۲۹۷]

”بہترین مومن وہ ہے جو خرید و فروخت، قرض کی ادائیگی اور

مطالبہ میں نرم ثابت ہوتا ہے۔“

بعض اوقات چیز خریدنے کے بعد انسان کو اس کی ضرورت نہیں رہتی یا وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، اس صورت میں اگرچہ شریعت دوسرے فریق کو مجبور نہیں کرتی کہ وہ ضرور واپس کرے لیکن اگر وہ ایسا کر لے تو یہ بہت بڑی نیکی ہوگی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللَّهُ عَشْرَتَهُ - [سنن ابی داؤد،

باب فی فضل الاقالة]

”جو مسلمان کا سودا واپس کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اس کی غلطیوں سے درگزر فرمائے گا۔“

ہمارے ہاں بعض دکان داروں نے یہ عبارت لکھ کر آویزاں کی ہوتی ہے:

”خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا۔“

یہ رویہ نہ تو اس جذبہ اخوت و محبت کے مطابق ہے جس کی تعلیم اسلام اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے اور نہ ہی کاروباری لحاظ سے فائدہ مند۔ کیوں کہ جب کسی تاجر کی یہ شہرت ہو جائے کہ وہ خریدی گئی چیز واپس یا تبدیل نہیں کرتا تو لوگ اس کی دکان پر جانے سے کتراتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کاروبار سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

سودے پر سودا کرنا ممنوع ہے:

دو پارٹیوں کے درمیان معاملہ طے پا جانے کے بعد تیسرے فریق کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی پارٹی کو ورغلا کر سودا خراب کرنے کی کوشش کرے۔ نہ تو خریدار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ سودا ختم کر دیں میں تمہیں یہی چیز اس سے کم قیمت پر مہیا کر دیتا ہوں اور نہ ہی فروخت کنندہ کو یہ پیش کش کی جاسکتی ہے کہ تم یہ اس چیز اسے نہ دو میں اس سے زیادہ میں خریدتا ہوں، یہ دونوں طریقے اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں کیوں کہ اس طرح لوگوں کے درمیان نفرت و عداوت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لیے حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ - [صحیح مسلم،

البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم وخذله]

”کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔“

دوسری حدیث میں ہے:

لَا يَسْمُ الْمُسْلِمُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ - [صحیح مسلم،

تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه]

”مسلمان اپنے بھائی کی قیمت پر قیمت نہ لگائے۔“

اگرچہ نیلامی (بولی) میں بھی ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے لگائی گئی قیمت پر قیمت لگاتا ہے مگر یہ جائز ہے۔

✽..... ایک تو اس لیے کہ نیلام کا جواز خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے ایک کمبل اور پیالہ فروخت کیا۔ آپ نے فرمایا یہ کمبل اور پیالہ کون خریدے گا؟ ایک شخص نے کہا میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا ایک درہم سے زائد کون دے گا ایک شخص نے دو درہم دیئے تو آپ نے وہ دونوں چیزیں اس کو بیچ دی۔“ [سنن ترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء فی بیع من یزید وقال هذا حدیث حسن]

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں اس کے حق میں یوں عنوان قائم کیا ہے:

بَابُ بَيْعِ الْمَوَائِدَةِ -

”نیلامی کے جواز میں۔“

✽..... دوسرا اس لیے کہ قیمت پر قیمت لگانا تب ناجائز ہے جب فروخت کنندہ پہلے شخص کو فروخت کرنے پر آمادگی ظاہر کر چکا ہو۔ لیکن اگر اس نے ابھی تک اپنی آمادگی کا اظہار نہ کیا ہو صرف خواہش مندوں کو قیمت لگانے کی دعوت دے رہا ہو تو پھر یہ جائز ہے۔ نیلامی میں چوں کہ فروخت کنندہ کی دعوت پر قیمت لگائی جا رہی ہوتی ہے۔ لہذا یہ اس ممانعت میں داخل نہیں ہے۔

گناہ میں معاون نہ بنیں:

ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ وہ اپنی استطاعت و استعداد کی حد تک بدی اور فحاشی کے اسداد کے لیے جدوجہد کرے۔ ایک مومن کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ مال و دولت کی خاطر برائی میں مدد و معاون بنے۔

قرآن نے دنیا میں زندگی گزارنے کا ایک زریں اصول یہ بتایا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝﴾

[المائدہ: ۲۰]

”یکٹی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے

رہو۔ گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کے معاون نہ بنو، اور

اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک وہ سخت عذاب والا ہے۔“

اس حکم کا اطلاق معاملات پر بھی ہوتا ہے اس لیے اگر کسی فروخت کنندہ کو یہ یقین ہو کہ خریدار مجھ سے خریدی گئی چیز حرام مقصد کے لیے

رہتی ہے۔ بعض اوقات فریقین باہمی اعتماد اور خوشگوار تعلقات کی بنا پر ابتدا میں کسی تحریر کی ضرورت محسوس نہیں کرتے مگر بعد میں بے اعتمادی اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور نوبت لڑائی، جھگڑے اور مقدمہ بازی تک جا پہنچتی ہے یا زیادہ عرصہ گزرنے کی وجہ سے مشتری کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کوئی چیز خریدی تھی یا نہیں، اگر خریدی تھی تو کس قیمت پر۔

اس کے علاوہ یہ بھی امکان ہے کہ مشتری اچانک فوت ہو جائے اور تحریری ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ورثاء ادائیگی سے انکار کر دیں۔ اس موقع پر اگر کسی فریق کے پاس تحریر موجود ہو تو یہ شہادت کا کام دے سکتی ہے۔ اس لیے قرآن حکیم نے یہ تلقین کی ہے کہ ادھار خرید و فروخت کی دستاویز لکھ لی جائے تاکہ بعد میں تنازعات اور اختلافات پیدا نہ ہوں اور اگر ہوں تو ان سے نمٹنا آسان ہو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَيْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ط﴾ [البقرة: ۲۸۲]

”اے ایمان والو! جب تم مدت معین تک ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔“

اگرچہ اہل علم کی اصطلاح میں یہ حکم واجب نہیں لیکن اس کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جو لوگ اس حکم کو معمولی سمجھ کر غفلت برتتے ہیں وہ بسا اوقات ایسے جھگڑوں میں پھنس جاتے ہیں جن سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔ لہذا اگر قرآن کی اس گراں قدر تعلیم پر عمل کر لیا جائے تو بعد میں پیدا ہونے والے بہت سے مفاسد کا سد باب ہو سکتا ہے۔

چوں کہ نقد لین دین میں اختلاف کا اندیشہ کم ہوتا ہے، اس لیے قرآن حکیم نے نقد خرید و فروخت کو ضبط تحریر میں لانے کی پابندی عائد نہیں فرمائی۔ البتہ اگر فروخت شدہ چیز بڑی مالیت کی ہو تو پھر رسید کا اہتمام ضرور ہونا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی نقصان سامنے آئے تو مشتری کی پاس خریداری کا ثبوت موجود ہو جو فروخت کنندہ کو دیکھایا جاسکے۔ حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے غلام یا لونڈی خریدی اور آپ نے ثبوت کے طور پر مجھے یہ تحریر لکھ کر دی:

هَذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَاءُ بْنُ خَالِدٍ بَنِ هُوَذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ

استعمال کرے گا تو اس کے ساتھ معاملہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَبَسَ الْعَنْبَ أَيَّامَ الْقَطَافِ حَتَّى يَبِيعَهُ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا فَقَدْ تَقَحَّمَ النَّارَ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ - [بلوغ المرام، وحسن ابن حجر اسنادہ]

”جس نے انگور اتارنے کے زمانہ میں روک رکھے تاکہ شراب ساز کو فروخت کرے وہ جانتے بوجھتے جہنم میں جا گھسا۔“ صحیح بخاری میں مذکور ہے:

وَكَرِهَ عُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِي الْفِتْنَةِ - [باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها]

”عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فتنہ (مسلمانوں کی باہمی لڑائی) کے دور میں اسلحہ کی فروخت کو مکروہ قرار دیا ہے۔“

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خریدار کے ساتھ تعاون ہے۔ یہ تب ہے جب صورت حال واضح نہ ہو لیکن جب باغی کا علم ہو پھر برحق جماعت کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن بطل کہتے ہیں فتنہ کے زمانہ میں اسلحہ کی فروخت اس لیے ممنوع ہے کہ یہ گناہ پر تعاون کی شکل ہے اسی لیے امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق شراب ساز کو انگور بیچنے مکروہ سمجھتے ہیں۔“

[فتح الباری، ج ۴، ص ۴۰۸]

حرام کاروبار کے لیے جگہ فروخت کرنے کا بھی یہی حکم ہے بشرط کہ معاہدہ بیع کے وقت فروخت کنندہ کے علم میں ہو کہ خریدار اس کو حرام مقاصد کے لیے استعمال کرے گا۔ لیکن اگر معاہدے کے وقت اس کی نیت معلوم نہ ہو اور بعد ازاں وہ اس کا غلط استعمال شروع کر دے تو اس صورت میں فروخت کنندہ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ شرعاً فروخت کنندہ پر مشتری سے خریداری کا مقصد معلوم کرنے کی پابندی نہیں ہے۔

ادھار معاملات لکھ لیا کریں:

کاروباری طبقہ کو اکثر ادھار خرید و فروخت کی ضرورت پیش آتی

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً لَا دَاءَ وَلَا عَائِلَةَ وَلَا خِيبَةَ يَبِيعُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ - [سنن ترمذی، باب ما جاء فی کتابة الشروط- سنن ابن ماجه، باب شراء الرقيق]

”یہ وہ خریداری ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے کی ہے۔ اس نے آپ سے ایک ایسا غلام یا لونڈی خریدی ہے جس میں نہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی اخلاقی برائی اور دھوکا دہی۔ یہ ایک مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع ہے۔“

فروخت کی جانے والی چیز کے متعلق ہدایات

جو چیز فروخت کی جا رہی ہو اس کے متعلق بھی شریعت نے اصول

طے کر دیئے ہیں جن کی پابندی لازمی ہے۔

قرض و استاویزات کی تجارت جائز نہیں:

شرعی قواعد و ضوابط کے تحت قرض کے تمسکات اور کریڈٹ دستاویزات پر منافع کمانا جائز نہیں۔ کیوں کہ شریعت کی رو سے قرض تجارتی معاملہ نہیں ہے۔ لہذا ڈی بی پی، پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز (بی آئی بی) فیڈرل انوسٹمنٹ بانڈز (ایف آئی بی) روایتی ٹرم فنانش سرٹیفکیٹس (ٹ ایف سی) اور ٹریڈری بلز (ٹی بلز) کی خرید و فروخت ممنوع ہے کیوں کہ یہ سب سودی قرض کے تمسکات ہیں۔ بل آف ایکسچینج (Bill of Exchange) کی ڈسکاؤنٹ جس کا کاروباری حلقوں میں خاصا رواج ہے بھی کریڈٹ دستاویز بیچنے کی ایک شکل ہے۔ حالیہ مالیاتی بحران جس نے پوری دنیا کو اپنی پلیٹ میں لے رکھا ہے کی ایک بڑی وجہ قرضوں اور ان کے مشتقات (Derivatives) کی خرید و فروخت ہے۔ اگر معاشی سرگرمیوں سے اس عنصر کو ختم کر دیں تو موجودہ بحران پر بڑی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

کریڈٹ دستاویزات کی بیع سے ملتی جلتی ایک صورت صکوک کی خرید و فروخت ہے جس کا تذکرہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ صکوک ”صک“ کی جمع ہے جس کا معنی ہے ”دستاویز۔“

مروان بن حکم کے دور میں بیت المال سے راشن حاصل کرنے

کے لیے لوگوں کو کارڈز جاری کیے جاتے جنہیں صکوک کہا جاتا تھا۔ بعض لوگ یہ کارڈز فروخت کر دیتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان سے ملاقات کے لیے گئے تو ان سے کہا آپ نے تو سود کی بیع کو جائز قرار دے دیا ہے۔ مروان نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا، انہوں نے فرمایا: آپ نے صکوک فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔ حالاں کہ رسول اللہ ﷺ نے غلے کی بیع سے منع فرمایا ہے تا آنکہ اسے قبضہ میں لے لیا جائے۔ چنانچہ مروان نے اپنے خطاب میں اس پر پابندی لگانے کا اعلان کر دیا۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں میں نے سیکورٹی اہلکاروں کو دیکھا وہ لوگوں کے ہاتھوں سے صکوک چھین رہے تھے۔ [صحیح مسلم،

کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض]

چیز کا استعمال جائز ہو:

دوسرا اصول یہ ہے کہ صرف انہی چیزوں کا لین دین ہو جن سے عام حالات میں شرعی طور پر فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہو، جن چیزوں سے عام حالات میں فائدہ اٹھانا جائز نہیں ان کی خرید و فروخت بھی نہیں ہو سکتی۔ جیسے شراب، مردار اور خنزیر وغیرہ ہیں یہ چیزیں ہر حال میں حرام ہیں ان سے اضطراری حالت میں تو فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے لیکن ان کو کسی قسم کے حالات میں فروخت نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَشْئًا حَرَّمَ عَلَيْهُمْ

ثَمَنَهُ - [سنن ابی داؤد، باب فی ثمن الخمر والمیتة]

”یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتے ہیں تو

ان پر اس کی قیمت بھی حرام کر دیتے ہیں۔“

وہ کون کون سی اشیاء ہیں جن کے استعمال کی شرعی طور پر اجازت نہیں اس سلسلے میں بعض قرآنی آیات ملاحظہ ہوں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَ

الْأَزْلَامُ رَجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ

تُفْلِحُونَ﴾ [المائدة: ۹۰]

”اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال نکالنے کے تیر

ناپاک ہیں، شیطان کا عمل ہیں۔ لہذا ان سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

میں بھی ہو وہ ناجائز ہی شمار ہوگا، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفْنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيُسْتَصْبَحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ -

[صحیح بخاری، باب بیع المیتة والاصنام، صحیح مسلم، باب تحریم بیع الخمر]

”بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ مردار کی چربی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کیوں کہ یہ کشتیوں کو لگائی جاتی ہے اور اس سے چڑوں کو مالش کی جاتی ہے اور لوگ اس کو چراغوں میں جلاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا نہیں یہ بھی حرام ہے۔ پھر اس موقع پر آپ نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی تو انہوں نے اس کو پکھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھا گئے۔“

ابہام سے پاک ہو:

تیسرا اصول یہ ہے کہ جس چیز کا سودا ہو رہا ہے وہ اپنی جنس، ذات، مقدار اور اوصاف کے لحاظ سے بالکل واضح اور متعین ہو، کسی بھی اعتبار سے مبہم یا غیر واضح نہ ہو۔ اس قسم کے ابہام کو اصطلاح میں ”عَرَر“ (Uncertainty) کہتے ہیں جو شریعت کی نظر میں ممنوع ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ - [صحیح مسلم، باب بطلان بیع الحصاة]

”رسول اللہ ﷺ نے کنکری کی بیع اور غرر پر مشتمل بیع سے منع

﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ [الانعام: ۱۴۵]

”کہہ دیجیے میری طرف جو وحی کی گئی ہے اس میں کسی کھانے والے پر میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو پس یقیناً وہ نجس ہے۔“

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَاصْطَلْهُ وَيَخْذْهَا هُزُؤًا ط أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ [لقمان: ۶]

”بعض لوگ وہ ہیں جو دلفریب باتیں خریدتے ہیں تا بغیر علم کے اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور ان کو مذاق بناتے ہیں ان لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“

قرآن مجید کی ان آیات میں شراب، جوئے، بتوں، فال نکالنے کے تیروں، مردار، بہائے گئے خون، خنزیر کے گوشت اور دلفریب باتوں کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ شراب کے علاوہ دیگر منشیات اور مخدرات کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح بتوں کے علاوہ باقی آلات شریک بھی اس حرمت میں داخل ہیں جب کہ دلفریب باتوں میں گانے، موسیقی ناول، فحش لٹریچر اور باطل نظریات پر مشتمل کتب سب شامل ہے۔ لہذا گانوں اور موسیقی پر مشتمل آڈیو، ویڈیو کیسٹس، سی ڈیز، فحاشی، جادو اور علم نجوم کی تعلیم پر مبنی کتب کی تجارت حرام ہے۔

نبی ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے بھی منع فرمایا ہے۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے:

سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنُورِ قَالَ زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ - [صحیح مسلم، باب تحریم ثمن الکلب]

”جابر رضی اللہ عنہ سے کتے اور بلی کی قیمت کے بارہ میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا نبی ﷺ نے اس سے ڈانٹا ہے۔“

یہاں یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ حرام اشیاء کا لین دین جس شکل

فرمایا ہے۔“

کنکری کی بیع خرید و فروخت کا وہ طریقہ ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔ فروخت کنندہ خریدار سے کہتا میں یہ کنکری پھینکتا ہوں یہ جہاں گرے گی میں وہاں تک یہ زمین آپ کو اتنے میں فروخت کرتا ہوں۔ یہ ممنوع ہے، کیوں کہ اس صورت میں زمین مبہم رہتی ہے، جب کہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو چیز فروخت کی جا رہی ہو وہ واضح اور متعین ہونی چاہیے۔ یہ بھی اصل میں غرر ہی ہے مگر چون کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس میں ملوث تھے اس لیے اس کا علیحدہ تذکرہ فرمایا۔ اس نوعیت کی اور بھی کئی بیوع رائج تھیں مگر آپ ﷺ نے سب پر پابندی عائد فرمادی۔ ہمارے معاشرے میں ہاؤسنگ اسکیموں کی فائلیں فروخت کرنے کا رواج ہے حالانکہ وہاں نہ تو پلاننگ ہوئی ہوتی ہے اور نہ ہی افراد کا الگ الگ حصہ متعین ہوتا ہے۔ شرعی اعتبار سے فائلز کی خرید و فروخت جائز نہیں کیوں کہ جب تک اسکیم کی پلاننگ نہ کر دی جائے پلاٹ مبہم رہتا ہے جس کی نشان دہی ممکن نہیں ہوتی اور مبہم چیز کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔ اس لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے پلاننگ کی جائے اس کے بعد خرید و فروخت شروع ہو۔

زمین میں پوشیدہ سبزیوں کی بیع:

بعض اوقات کاشت کار شلجم، گاجر، مولی، لہسن اور پیاز وغیرہ کی فصل کو زمین کے اندر ہی فروخت کر دیتے ہیں، چون کہ یہ سبزیوں زمین میں پوشیدہ ہوتی ہیں اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کرنا درست ہے یا یہ غرر کے زمرہ میں داخل ہے؟ جلیل القدر فقیہ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

ولیس من بیع الغرر بیع المغیبات فی الأرض
کاللفت والجزر والفجل القلقاس والبصل
ونحوھا فإنھا معلومة بالعادة یعرفھا أهل الخبرة
بھا وظاہرها عنوان باطنھا فهو کظاہر الصبرۃ مع
باطنھا ولو قدر أن فی ذلک غررا فهو غرر یمیر
یمتھر فی جنب المصلحة العامة التی لا بد للناس

منھا - [زاد المعاد، ج: ۵، ص: ۸۲۰]

”جو سبزیوں زمین میں پوشیدہ ہوتی ہیں جیسے شلجم، گاجر، لہسن، مولیاں، اروی اور پیاز وغیرہ ہیں ان کی (زمین کے اندر) بیع غرر میں داخل نہیں ہے کیوں کہ یہ عام طور پر معلوم ہوتی ہیں ان کے بارے میں معلومات رکھنے والے ان کو جانتے ہوتے ہیں۔ ان کی ظاہری حالت سے ان کی اندرونی حالت کا علم ہو جاتا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے غلے کے اوپر والے حصے کو دیکھ کر اس کی اندرونی حالت کا پتا چل جاتا ہے اگر اس میں غرر تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ معمولی ہوگا جو مفاد عامہ جو کہ لوگوں کے لیے ناگزیر ہے کی وجہ سے ناقابل گرفت ہے۔“

مزید فرماتے ہیں:

”اگر ان کو ایک ہی مرتبہ نکال کر بیچنے کی شرط عائد کر دی جاتی تو اس میں مشقت ہوتی اور لوگوں کے اموال خراب ہوتے جب کہ شریعت کا یہ تقاضا نہیں ہے۔ اور اگر یہ پابندی لگا دی جاتی کہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں بیچی جائے یعنی جتنی نکالی جائے اتنی ہی فروخت کی جائے تو اس میں بھی تنگی اور حرج ہوتا، اس سے اصحاب مال اور مشتری کے مفادات کا معطل ہونا کسی سے مخفی نہیں ہے۔“ [ایضاً، ص: ۸۲۱]

سپردگی ممکن ہو:

فروخت کی جانے والی چیز کے متعلق چوتھا حکم یہ ہے کہ فروخت کنندہ اس کو خریدار کے حوالے کر سکتا ہو، جو چیز خریدار کے سپرد نہ کی جاسکتی ہو اس کو بیچنا جائز نہیں کیوں کہ مشتری سے قیمت وصول پانے کے بعد چیز اس کے حوالے نہ کرنا صریح زیادتی ہے۔ چنانچہ رسی تڑا کر بھاگے ہوئے جانور کو فروخت کرنا صحیح نہیں تا آنکہ مالک اس پر قابو نہ پالے۔ ایسے ہی اس پلاٹ اور مکان کو بھی بیچنا درست نہیں جس پر کسی نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہو حتیٰ کہ اسے ناجائز قبض سے واگزار کر لیا جائے۔ کیوں کہ ان صورتوں میں سپردگی ممکن نہیں ہے، ہاں اگر غصب شدہ پلاٹ یا مکان غاصب کو ہی فروخت کیا جائے یا کسی ایسے شخص کو جو

أن يكون الثمن معلوما للمتعاقدین أيضاً كما تقدم
لأنه أحد العوضین فاشترط العلم به كالبيع -

[الروض المربع، ص: ۲۸۰، ۲۸۱]

”فریقین کو قیمت بھی معلوم ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کیوں
کہ ایک عوض یہ قیمت ہے لہذا فروخت کی جانے والی چیز کی
طرح اس کا بھی علم ہونا چاہیے۔“

قیمت مجہول ہونے کی ایک شکل یہ ہے کہ چیز خریدتے وقت قیمت
کا تذکرہ ہی نہ ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ تذکرہ تو ہو مگر اس طرح کہ
فریقین میں سے کسی کو متعین قیمت کا علم نہ ہو۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ میں
فلاں چیز کو اس کی بازاری قیمت پر خریدتا ہوں یا اس قیمت پر خریدتا ہوں
جو اس پر درج ہے جب کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی بازاری قیمت یا
اس پر درج شدہ قیمت کیا ہے۔ چنانچہ علامہ بہوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فلان باعه برقمه أی ثمنه المكتوب عليه وهما
یجهلانه أو أحدهما لم یصح للجهالة - [الروض

المربع، ص: ۲۸۱]

”اگر اس کو اوپر لکھی ہوئی قیمت پر بیچے جب کہ وہ دونوں یا ان
میں سے ایک بھی لکھی ہوئی قیمت سے ناواقف نہ ہوں یا یہ کہنا
مجہول ہونے کی بنا پر بیچ صحیح نہیں ہوگی۔“

اسی طرح یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ جس قیمت پر فلاں شخص نے
فروخت کی ہے یا جس قیمت پر لوگ فروخت کر رہے ہیں اسی قیمت پر
میں آپ کو بیچتا ہوں لیکن فریقین اس قیمت سے واقف نہ ہوں یا یہ کہنا
کہ جو قیمت آپ کو پسند ہو وہ دے دینا یا جس قیمت پر میں نے خریدی
ہے اسی پر آپ کو بیچتا ہوں جب کہ خریدار کو قیمت خرید کا علم نہ ہو۔ کیوں
کہ ان صورتوں میں قیمت مجہول رہتی ہے جو نزاع کا باعث بن سکتی ہے
جب کہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ قیمت پہلے طے ہونی چاہیے تاکہ
جھگڑے کا خطرہ نہ رہے۔ البتہ اگر مجلس عقد کی برخواستگی سے قبل حتمی قیمت
کا علم ہو جائے تو پھر بیچ جائز ہوگی۔ [جاری ہے]



غاصب سے قبضہ لینے کی طاقت رکھتا ہو تو پھر جائز ہے تاہم قبضہ نہ ملنے کی
صورت میں خریدار کو بیع منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ چنانچہ مشہور جنبل
فقہ علامہ بہوتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فلان باعه من غاصبه أو قادر علی أخذه صح لعدم
الغرر فلان عجز بعد فله الفسخ -

[الروض المربع: ۲۷۹]

”اگر غصب شدہ چیز غاصب کو یا ایسے شخص کو بیچے جو قبضہ لے
سکتا ہو تو یہ بیع صحیح ہوگی کیوں کہ اب غرر نہیں رہا، اور اگر بعد میں
قبضہ نہ لے سکا تو اس کو منسوخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔“

قیمت کے متعلق ہدایات

یہ بات تو مسلم ہے کہ بیع اسی صورت ہوگی جب مشتری فروخت
کنندہ کو بدلے میں کوئی قیمت ادا کرے گا، اس کے بغیر بیع وجود میں نہیں
آ سکتی تاہم شریعت مطہرہ نے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ اس کے
متعلق بھی ہماری مکمل رہنمائی کی ہے۔

اس سلسلہ میں پہلی بات یہ یاد رکھیں کہ معاوضہ کرنی کی شکل میں
ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر اس چیز کی بنیاد پر لین دین ہو سکتا ہے جو شریعت
کی رو سے جائز اور معاشرہ میں بطور معاوضہ قبول کی جاتی ہو۔ جو چیزیں
شرعاً جائز نہ ہوں جیسے شراب، مردار اور خنزیر وغیرہ ہے، یا وہ اشیاء جو
معاشرہ میں آلہ مبادلہ کی حیثیت سے رائج نہ ہوں وہ قیمت بننے کی
صلاحیت نہیں رکھتیں۔

قیمت معلوم ہو:

قیمت کے بارہ میں دوسری ہدایت یہ دی گئی ہے کہ فریقین مکمل
تفصیلات طے کر کے معاملہ کریں، مثلاً قیمت کیا ہوگی، ادائیگی فوری ہوگی
یا تاخیر سے، اگر تاخیر سے ہوگی تو کتنی مدت بعد، اور ادائیگی کا طریقہ کیا
ہوگا، یکمشت ہوگی یا قسطوں میں، یہ تمام امور پہلے طے کرنا ضروری
ہیں۔ بصورت دیگر بیع منعقد نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے فقہائے کرام بیع کی
شرائط میں ایک شرط یہ بیان کرتے ہیں:

زبان کی حفاظت

میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی عزتوں سے کھیتے (بہتان لگاتے) تھے۔“ [ابوداؤد]

زبان کے چند گناہ درج ذیل ہیں:

جھوٹ بولنا:

نبی ﷺ نے فرمایا:

”سچ یقیناً بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو شخص ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا نام صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ یقیناً گناہ کے راستہ پر لگا دیتا ہے اور گناہ دوزخ میں پہنچا دیتا ہے۔ اور جب آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ جھوٹا شمار کر دیا جاتا ہے۔“ [بخاری]

اور ”جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو کے باعث اس شخص سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔“ [ترمذی]

نبی ﷺ کو عالم برزخ خواب میں دکھایا گیا، فرمایا:

”مجھے ایک گدی کے بل لیٹا ہوا شخص ملا اس کے پاس ایک دوسرا شخص لوہے کا آنکڑہ لیے کھڑا تھا۔ جو ایک سمت آ کر آنکڑا اس کے ایک کلمے میں پھنساتا اور گدی تک اسے چیر دیتا، نتھنے میں پھنساتا اور گدی تک اسے بھی چیر دیتا۔ اسی طرح آنکھ کے ڈھیلے میں پھنساتا اور گدی تک چیر کر رکھ دیتا پھر دوسری طرف آ کر وہی عمل دہراتا اور اس سے فارغ نہ ہوتا کہ پہلی جانب کے اعضاء درست حالت میں آ جاتے اور وہ پھر ایسا ہی کرتا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ بتایا گیا کہ یہ شخص جھوٹ بولتا تھا اور لوگ (اسے معتبر سمجھ کر) اس کی جھوٹی باتیں نقل کرتے

زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اس کے ذریعے انسان چاہے تو اپنی آخرت کے لیے نیکیوں کے خزانے جمع کر سکتا اور چاہے تو اپنی آخرت برباد کر سکتا ہے۔

نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا:

”اسے قابو میں رکھو“ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! جس کے ذریعے ہم کلام کرتے ہیں کیا اس کے متعلق بھی پوچھ ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ جو دوزخ میں اوندھے منہ گرائے جائیں گے وہ اس زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی ہی تو ہے۔“ [ترمذی]

اور بعض دیگر مواقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”مسلمانوں میں بہترین وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“ [متفق علیہ]

”جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ [متفق علیہ]

”بندہ بلا سوچے سمجھے بعض اوقات ایسی بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے کہ وہ بات اسے مشرق و مغرب کے فاصلہ سے زیادہ دوزخ کی گہرائی میں پہنچا دیتی ہے۔“ [متفق علیہ]

”آدمی جب صبح سو کر اٹھتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان سے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرتی رہنا کہ ہمارا مدار ہی تجھ پر ہے۔ تو سیدھی رہی تو ہم بھی سکون سے رہیں گے۔ اگر تو ہی لڑکھڑا گئی تو ہماری بھی کم بختی ہے۔“

[ترمذی]

”شب معراج میں میرا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا جن کے ناخن تانے کے تھے اور وہ ان سے چہرے اور سینہ نوج رہے تھے۔

تھے اور یوں وہ جھوٹ عام لوگوں میں پھیل جاتا تھا۔ اس شخص کے ساتھ یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا۔“ [بخاری]

نبی ﷺ نے منافق کی چار نشانیوں میں سے ایک جھوٹ بولنا بیان فرمائی۔ [بخاری]

نیز فرمایا:

”ہلاکت ہے اس کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی بات کرتا ہے اور اس میں جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہے۔“ [ترمذی]

بسا اوقات بچے کو بہلانے کی خاطر یا اسے کسی شرارت سے روکنے کے لیے مائیں بے تکلف بچوں سے جھوٹ بول دیتی ہیں اور اسے شاربھی نہیں کرتیں۔ جب کہ نبی ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ماں بچے کو کچھ دینے کا وعدہ کر کے پھر اسے کچھ نہ دے تو اس کے خلاف ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا ہے۔ [ابوداؤد]

نیز جھوٹی گواہی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”جھوٹی گواہی دینا اور شرک کرنا دونوں برابر کے گناہ ہیں۔“ [ابوداؤد]

جھوٹ بنیادی طور پر حرام ہے مگر بعض حالات میں جائز بھی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں صلح و ملاپ کی خاطر اپنی طرف سے کوئی اچھی بات گھڑ کر کہہ دے۔“ [بخاری]

اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

”میں نے آپ ﷺ کو تین موقعوں کے سوا لوگوں کو اپنی بول چال میں کسی اور بات پر جھوٹ دیتے نہیں سنا۔ لڑائی کے موقع پر، لوگوں کے درمیان صلح و صفائی کے لیے یا میاں بیوی کی باہم دلجوئی کی باتوں میں۔“

مثلاً اگر کوئی کسی ظالم سے ڈر کر جو اس کی جان یا مال کا دشمن ہو کسی کے پاس چھپ جائے یا اپنا مال چھپا دے اور کسی سے اس کے متعلق پوچھا جائے تو اس کے لیے واجب ہے کہ جھوٹ بول کر اسے بچائے اور احتیاط اس میں ہے کہ ان تمام صورتوں میں ایسی گول مول بات کہے کہ

مقصد کے لحاظ سے تو وہ الفاظ صحیح ہوں لیکن مخاطب اپنی سمجھ کی وجہ سے غلط مطلب نکال لے اور اگر مجبوراً صاف لفظوں میں جھوٹ بول دے تو ایسی صورت میں حرام پھر بھی نہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ اس طرح کرنے سے جھوٹ سچ نہیں بن جاتا تاہم اللہ تعالیٰ سے توقع کی جاتی ہے کہ حالات کی رعایت سے درگزر فرمائیں گے۔ مثلاً انگریز ایک عالم کو گرفتار کرنے آئے، سپاہی انہیں پچھانتے نہیں تھے۔ انہوں نے انہی سے پوچھا کہ فلاں عالم کہاں ہیں؟ انہوں نے اپنی جگہ سے تھوڑی دور کھڑے ہو کر کہا ابھی تو یہیں تھے۔ اور یوں سپاہی مایوس ہو کر چلے گئے۔

غیبت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ یہ تو (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو؟) اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو، بے شک وہ بڑا ہی تو یہ قبول کرنے والا، رحیم ہے۔“ [الحجرات ۱۲:۴۹]

نبی ﷺ نے فرمایا:

غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر (پیچھے پیچھے) ایسے کرے کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ اگر وہ بات اس کے اندر موجود ہو تو یہ غیبت ہوئی اور اگر اس کے متعلق وہ بات کہی جو اس کے اندر نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔“ [مشکوٰۃ]

مومن بھائی کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اس کی کسی خامی کا دوسروں سے ذکر نہ کیا جائے بلکہ علیحدگی میں اخلاص کے ساتھ اسے نصیحت کی جائے۔ کیوں کہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق:

”غیبت اس وقت تک اللہ معاف نہیں کرے گا جب تک وہ شخص اس کو معافی نہ دے دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔“ [مشکوٰۃ]

غیبت کا ایک کفارہ یہ ہے کہ آپ اس شخص کے لیے جس کی آپ نے غیبت کی ہے، مغفرت کی یہ دعا کریں:

کسی کے شکل و نسب، غربت پر طعن کرنا ایک انتہائی جاہلانہ حرکت ہے کیوں کہ انہیں انسان نے خود نہیں چنا ہوتا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام کو اس کی ماں سے عار دلائی تو رسول خدا ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

”بے شک تم ایک ایسے آدمی ہو کہ تم میں ابھی جاہلیت کا اثر باقی ہے۔“ [بخاری]

نوحہ کرنا:

زبان کا ایک بڑا ناپسندیدہ استعمال میت پر نوحہ کرنا ہے۔ کسی عزیز کا دنیا سے رخصت ہو جانا بلاشبہ سخت غم کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے دل کا غمگین ہونا اور آنسو بہانا ایک قدرتی امر ہے اور اس پر کوئی پابندی بھی نہیں لگائی گئی۔ خود حضور ﷺ نے بھی اپنی عزیز ہستیوں کی وفات پر آنسو بہائے مگر زبان کے معاملے میں یہی حکم ہے کہ اس سے کوئی ایسی بات نہ نکالی جائے جو اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”نوحہ کرنے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اُس کے بدن پر تار کول کا کرتہ اور خارش کی

درع پہنائی جائے گی۔“ [مسلم]

کسی کے فوت ہونے پر بین کرنا صبر کے سراسر خلاف ہے۔ اسی لیے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو بہانے اور دل کے غمزہ ہونے کے باعث عذاب نہیں دیتا بلکہ اس کے باعث عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔“ [بخاری]

نیز ”وہ ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے اور گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔“ [بخاری]

بدزبانی:

بعض لوگ جب کسی ناپسندیدہ صورت حال میں گھر جاتے ہیں تو وہ اپنے غم و غصہ کا اظہار کرنے کے لیے سبھی لوگوں پر پل پڑتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اسے سخت ناپسند کیا اور فرمایا:

(اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ) ”اے اللہ تو میری اور اس کی مغفرت فرما۔“ [مشکوٰۃ]

کسی مجلس میں غیبت سنیں تو غیبت کرنے والے کو منع کریں، نہ مانے تو چاہیے کہ اس مجلس سے اٹھ جائیں اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جو اپنے بھائی کی عزت و آبرو کی حمایت کر کے اس کی غیبت کو رد کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو قیامت کے دن جہنم سے دور رکھیں گے۔“ [ترمذی]

نیز ”مردوں کو برا بھلا نہ کہو، اس لیے کہ وہ اپنے اعمال تک پہنچ چکے ہیں۔“ [بخاری]

بعض حالات میں غیبت جائز ہے۔ مثلاً کسی نے کسی کے ساتھ نکاح، کاروبار یا کوئی معاملہ کرنے کے سلسلہ میں مشورہ طلب کیا تو جس سے ان معاملات میں مشورہ لیا جا رہا ہو، اُس پر لازم ہے کہ وہ کوئی بات نہ چھپائے۔ مظلوم ظالم کی شکایت کرنے کے لیے، اسی طرح بیٹے کی غلط روی کی خبر باپ کو دینا لیکن اس میں مقصود حقیقی اصلاح ہو۔

طعن زنی:

طعن عربی کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ”نیزہ مارنا“ ہے۔ چوں کہ طعن سن کر دل کو شدید تکلیف ہوتی ہے، گویا کسی نے دل پر نیزہ مار دیا ہو۔ اسی لیے اس عمل بد کو ”طعن“ کہا جاتا ہے۔ طعنہ اور غیبت میں فرق صرف یہ ہے کہ غیبت پس پشت کی جاتی ہے اور طعنہ سامنے دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ مرد (دوسرے) مردوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے کہ وہ (خدا کے نزدیک) اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں (دوسری) عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ہو سکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ ایک دوسرے کو طعنے دو اور نہ ایک دوسرے پر برے القاب چسپاں کرو۔ بہت ہی برا ہے ایمان (النے) کے بعد فسق میں نام (پیدا کرنا) اور جو لوگ (ان باتوں سے) توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔“

[الحجرات ۱۱:۴۹]

فحش گوئی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
”جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں فحش پھیلے اُن کے لیے
دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“ [النور ۲۴: ۱۹]

آپ ﷺ نے فرمایا:
”قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ برا شخص وہ
ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی اس کے پاس آئے
اور پھر وہ اپنی بیوی کی راز کی باتیں لوگوں کو بتائے۔“ [مسلم]
نیز ”مومن نہ تو طعنہ دینے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا،
نہ فحش بکنے والا اور زبان دراز ہوتا ہے۔“ [ترمذی]

چغل خوری:

آپ ﷺ نے فرمایا:
”چغلی وہ ہے جو لوگوں میں فساد ڈالے۔“ [مسلم]
نیز ”چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“ [متفق علیہ]

دو غلا پن:

آپ ﷺ نے فرمایا:
”تم قیامت کے دن بدترین آدمی اُس شخص کو پاؤ گے جو دنیا
میں دو چہرے رکھتا تھا۔ کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ
ملتا تھا اور دوسرے لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ (یعنی
سامنے کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ۔)“ [متفق علیہ]
اور ”جو شخص دنیا میں دو غلا پن اختیار کرے تو قیامت کے دن
اُس کے منہ میں آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔“ [ابوداؤد]
کیوں کہ دنیا میں اُس کے منہ کی آگ دو آدمیوں کے تعلقات کو
جلاتی تھی۔

جھوٹی تعریف:

آپ ﷺ نے سنا کہ کوئی شخص کسی کی تعریف میں مبالغہ کر رہا ہے
تو فرمایا:

”قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مرتبے میں سب سے برا
آدمی وہ ہوگا جس کی بدزبانی سے بچنے کے لیے لوگ اسے چھوڑ
دیں۔“ [مسلم]

افواہیں پھیلانا:

آپ ﷺ نے فرمایا:
”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ
سُنے اُس کے صحیح یا غلط ہونے کی تحقیق کیے بغیر آگے نقل
کر دے۔“ [مسلم]

گالی دینا:

آپ ﷺ نے فرمایا:
”مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔“ [متفق علیہ]
نیز ”کوئی شخص دوسرے شخص کو فاسق و کافر نہ کہے کیوں کہ وہ
اگر فاسق و کافر نہیں ہے تو وہ فسق و کفر کہنے والے پر لوٹ آتا
ہے۔“ [بخاری]

اور ”آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے والوں میں ابتداء
کرنے والا قصور وار ہے۔ بشرطیکہ مظلوم جواب میں حد سے نہ
بڑھ جائے۔“ [مسلم]

تہمت لگانا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
”اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں
نے کچھ (قصور) کیا ہو (ناحق کی تہمت لگا کر) اذیت دیتے
ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے
ہیں۔“ [الاحزاب ۳۳: ۵۸]

آپ ﷺ نے فرمایا:
”جس شخص نے اپنے باندی یا غلام پر زنا کی تہمت لگائی تو
قیامت کے دن اُس پر حد لگائی جائے گی (لایہ کہ اُس نے جو کہا
واقعاً ایسا ہی ہوا ہو۔)“ [متفق علیہ]

اُس کے پاس جاتی ہے اگر وہ اس لعنت کا مستحق تو خیر، ورنہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔“ [ابوداؤد]
ایسے ہی کسی کا مصحفہ اڑانا، فخر اور تکبر کی گفتگو کرنا وغیرہ ایسی ناپسندیدہ باتیں ہیں، جن کے لیے زبان ہی آلہ کار بنتی ہے۔ ان سب کے بارے میں خدا اور رسول ﷺ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اور ہمیں ان سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے۔

خاموشی کی فضیلت:

زبان کے قابو میں نہ ہونے سے انسان طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے زبان کی حفاظت کے حکم کے ساتھ خاموشی کی فضیلت بھی بیان کر دی ہے۔ فرمایا:

”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اگر بولے تو منہ سے بھلی بات نکالے ورنہ خاموش ہی رہے۔“

[متفق علیہ]

آخری بات:

آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا جس میں اُس کی عزت پر حملہ ہو اور اُس کی آبرو اُتاری جاتی ہو تو اللہ اس کو بھی ایسی جگہ اپنی مدد سے محروم رکھے گا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہش مند ہوگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بندے کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جہاں اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو تو اللہ ایسے موقع پر اُس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ اُس کی مدد کا خواہش مند ہوگا۔“ [ابوداؤد]
”جو شخص دوزخ سے دور رہنا اور جنت میں داخل ہونا چاہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے مرے، اور لوگوں سے ویسا ہی برتاؤ اور سلوک کرے جیسا سلوک اپنے ساتھ پسند کرتا ہو۔“ [مسلم]
دوسروں کی عیب گوئی کا مشغلہ وہی اپنا سکتا ہے جو خود اپنے انجام سے بے خبر اور غافل ہو۔

”تیری بربادی ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی۔ (مراد یہ کہ مبالغہ آمیز تعریف اُسے غرور کا شکار بنا کر تباہ کر دے گی۔) آپ ﷺ نے ان کلمات کو تین دفعہ فرمایا (پھر فرمایا کہ) اگر تم میں سے کسی نے (کسی کی) ضرور ہی تعریف کرنی ہو تو اگر وہ اُسے جانتا ہے تو یوں کہے کہ میں (اسے) ایسا اور ایسا گمان کرتا ہوں اور اللہ اس کا نگران ہے اور میں اللہ کے سامنے کسی کو پاک نہیں ٹھہراتا۔“ [بخاری]

خوشامدانہ تعریف جو سننے والے کو مغرور بنا کر اُسے تباہی کی طرف لے جائے، کی ممانعت ہے۔ رہا کسی کا دل بڑھانے کی خاطر اسے شاباش دینا یا اعتدال کے ساتھ صحیح تعریف کر دینے میں میں حرج نہیں اور حضور ﷺ نے خود بھی قابل تعریف لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے عرش ہلنے لگتا ہے۔“ [مشکوٰۃ]

جو شخص خدا کے احکامات کو کھلے عام توڑتا ہے وہ عزت و احترام کے لائق نہیں رہا۔ اس کے باوجود اُس کی عزت اس بات کا ثبوت ہے کہ لوگوں میں اپنے دین اور خدا اور رسول ﷺ سے محبت باقی نہیں یا نہایت کمزور ہے۔

لعنت کرنا:

آپ ﷺ نے فرمایا:

”جب تم کسی شخص کو یہ کہتے سنو کہ لوگ تباہ ہوں تو وہ خود سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوگا۔“ [موطا]
نیز ”مت پھیکا رو کسی کو اللہ کی لعنت سے اور نہ اللہ کے غضب سے اور نہ جہنم کی آگ سے۔“ [ابوداؤد]

”بندہ جب کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے مگر وہاں اس پر آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو وہ زمین پر اترتی ہے وہاں کے دروازے بھی بند ملتے ہیں۔ اب وہ دائیں بائیں راستہ تلاش کرتی ہے۔ اگر اُدھر بھی اُسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو پھر جس پر لعنت کی گئی ہے

باغ و بہار زندگی ہوگی جس کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔“ [متفق علیہ]
یا پھر اس ذلت خیز، اذیت ناک دوزخ سے واسطہ ہوگا جس میں ڈالے جانے والے کیا یہ حال ہوگا کہ

”وہ وہاں نہ تو مرے گا اور نہ جئے گا ہی۔“ [طہ ۴۰:۷۷]

اگر روزانہ ان حقائق کو اپنے تصور کی آنکھ کے سامنے لا کر کچھ دیر ان کا مشاہدہ کر لیا جائے تو امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ وظیفہ عقیدہ آخرت کو اتنا مضبوط کر دے گا کہ اس سے نہ صرف زبان پر قابو حاصل کرنا آسان ہو جائے گا بلکہ اور بھی بہت سی آزمائشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے قابل قدر مدد ملے گی۔

پہلے درجہ میں زبان کے گناہوں سے حفاظت کی جائے۔ پھر اللہ کی توفیق سے انسان علم دین سیکھ کر اس نعمت کو قرآن مجید کی تلاوت و ترجمہ اور اس کے مفہیم کو پھیلانے میں استعمال کرے۔ ذکر الہی سے زبان کو ہر وقت تر رکھنے کی کوشش کرے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[بہ شکر یہ، پیام دوست]



تقریب تکمیل صحیح بخاری شریف و سیرت النبی کانفرنس

جامعہ بحر العلوم السلفیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص سندھ کے زیر اہتمام جامع مسجد ربانی اہل حدیث میں تقریب تکمیل صحیح بخاری شریف و سیرت النبی ﷺ کانفرنس مورخہ ۱۸ اکتوبر بروز اتوار منعقد ہوگی۔ استاذ الاساتذہ مولانا حافظ محمد شریف صاحب فیصل آبادی درس بخاری شریف بعد نماز عصر ارشاد فرمائیں گے۔ ازاں بعد قاری عبدالوکیل صدیقی، پروفیسر ساجد میر صاحب حافظ عبدالکریم صاحب، ڈاکٹر سہیل حسن، میاں محمد جمیل صاحبان کے علاوہ کئی علمائے کرام و شیوخ الحدیث خطاب فرمائیں گے۔ جامعہ کے فارغ التحصیل طلباء میں تقسیم اسناد و انعامات بھی ہوں گے۔

[انتظامیہ جامعہ بحر العلوم السلفیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص سندھ]

ان میں سے اکثر باتیں پہلے سے جاننے کے باوجود عمل میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں اپنی اخروی زندگی کو دائمی امن و سکون اور راحت و آرام کی زندگی بنانے کا جذبہ بہت کمزور ہے اور اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہماری زبان ہمیں ہر دینے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ لہذا زبان پر قابو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ یہی نہیں کہ موت کے بعد کی زندگی اور بہشت و دوزخ کے حق ہونے میں کوئی شک نہ رہے بلکہ یہ بھی ہے کہ بہشت اور دوزخ کا خیال دلوں میں رچ بس جائے۔ ذہن اور دل میں ان کا اکثر خیال رہے اور تصوری آنکھ انہیں وضاحت سے دیکھا کرے۔

قرآن پاک اور کتب احادیث میں بہشت اور دوزخ کی اتنی تفصیلات بیان ہوئی ہیں کہ اگر انسان ان آیات اور احادیث کو بار بار پڑھتا رہے تو بہشت اور دوزخ اپنی تفصیلات کے ساتھ ذہن کی آنکھوں کے سامنے واضح ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جن باتوں پر انسان اکثر غور کرتا رہے وہ آہستہ آہستہ دل میں نقش ہوتی جاتی ہیں۔ لہذا اگر ہم اس بات کو معمول بنالیں کہ روزانہ اپنی مصروفیات میں سے چند منٹ نکال کر ایک طرف ہو کر بیٹھ جایا کریں اور ان حقائق پر غور کیا کریں کہ زندگی کس برق رفتاری سے گزرتی جا رہی ہے اور غریب و ہلچل آنے والا ہے جب عزیز اپنی ساری محبت اور شفقت کے باوجود ہمیں سفید کفن میں لپیٹ کر منوں مٹی کے نیچے دبا آئیں گے، پھر مدتوں اسی قبر میں رہنا ہوگا جو نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق:

”جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگا یا دوزخ کے گڑھوں

میں سے ایک گڑھا۔“ [ترمذی]

اس کے بعد پھر حشر کے میدان سے واسطہ پیش آئے گا اور اعمال نامے ہاتھوں میں دے دیئے جائیں گے۔ اب خدا معلوم ان میں کیا لکھا ہوگا۔ غیبت، چغلی، جھوٹ، بہتان طرازی، بدزبانی، دھوکہ، فریب، بدعملی، بددیانتی، دین سے غفلت اور خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی نافرمانی..... یا سچائی، حب دین، نیک چلنی، حفظ لسان، فرض شناسی، تقویٰ، خدمت اسلام اور خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی محبت؟..... پھر حساب کتاب ہوگا اور حساب کتاب کے بعد یا تو امن و سکون والی ایک

مقالہ نویسی کی اہمیت اور طریقہ کار

مولانا محمد اسحاق بھٹی کا جامعہ سلفیہ کے طلباء سے خطاب

مولانا کی یہ تقریر ہفت روزہ اہل حدیث لاہور میں ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد کے حوالے سے شائع ہوئی۔ لیکن اس میں چند تسامحات کی وجہ سے مولانا نے اس پر از خود نظر ثانی کی اور الاعتصام کو اشاعت کے لیے دی۔ جو قارئین الاعتصام کے استفادے کے لیے شائع کی جا رہی ہے۔ [ادارہ]

علی، صحیفہ عمر بن خطاب ہے، صحیفہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ مختلف صحائف ہیں۔ ان سے مراد وہ صحائف جن میں احادیث کو تحریری طور پر جمع کیا گیا۔ صحیفہ ہمام بن منبہ ہے۔ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ وہ تمام حدیثیں انہوں نے جمع کیں جو مختلف کتب میں موجود ہیں، جسے ممتاز سکا لڑا کٹر حمید اللہ مرحوم نے چھاپ دیا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے صحائف ہیں جو ابھی مخطوطات کی شکل میں، مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔ اس ساری گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ جو چیز لکھی جائے اور قلم کی زد میں آجائے اور تحریر کی گرفت میں آجائے وہ دیرپا ہوتی ہے۔ صدیوں پہلے لکھے گئے صحائف آج بھی موجود ہیں۔ بہت سے بزرگوں نے کتابیں لکھیں۔ دور نہیں جاتے ہندوستان کو لیجیے، برصغیر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا، حجۃ اللہ البالغہ لکھی، اس کتاب میں تمام موضوعات آتے ہیں۔ یہ سب محفوظ ہے۔ اس پر مختلف کام ہوئے ہیں۔ اس کا ترجمہ بھی ہوا ہے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب کے صاحب زادے شاہ عبدالعزیز نے تفسیر لکھی جو تفسیر عزیزی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے اڑھائی پارے دستیاب ہیں، جب کہ باقی حصہ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں ضائع ہو گیا۔ یا یہ لائبریری آف انڈیا لندن میں پہنچ گیا۔ اسی طرح شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے اردو ترجمے ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر موضح القرآن لکھی۔ اس کا تفصیلی تذکرہ میں نے ”برصغیر کے خدام قرآن“ میں کیا ہے۔

بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ لکھنے کا طریقہ شروع ہی سے چلا آ رہا

گرامی قدر اساتذہ کرام اور عزیز طلباء، السلام علیکم! مجھے آج اچانک مقالہ نویسی کی ضرورت، اہمیت اور طریقہ کار پر کچھ بیان کرنے کا حکم ملا، سوچتا ہوں کہ اس اہم موضوع پر کیا عرض کروں، میں مقرر نہیں ہوں، خطیب نہیں ہوں، واعظ نہیں ہوں، ”میرے اوصاف“ سے آپ سب واقف ہیں۔ اس کے باوجود مجھ غریب کو آپ کے حضور پیش کر دیا گیا ہے۔ اب میں کچھ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ علماء کی مجلس میں بولنا بہت مشکل ہے۔ خطیبوں کے سامنے زبان کھولنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔

لکھنا تنہائی کا کام ہے۔ آپ ایک کنٹریا جھگی میں بیٹھے لکھ رہے ہیں کوئی دیکھتا نہیں ہے، کوئی سنتا نہیں ہے جس طرح مرضی لکھتے رہیے۔ الفاظ کو بڑھاتے رہیے، گھٹاتے رہیے، لیکن کسی مجلس میں اچانک بولنا اور براہ راست بات کرنا خصوصاً عالموں، خطیبوں، واعظوں اور مدرسین کے سامنے یہ واقعی بڑا امتحان ہے۔

آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لکھنے کا حکم دیا ہے۔ قلم کو سب سے اول ذکر کیا اور اس کو بڑا مقدس قرار دیا ہے۔ اس کی قسم کھائی ہے:

﴿وَالْقَلَمُ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾

اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ گفتگو پر تعلیم اور قلم کو اہمیت حاصل ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ قلم کا استعمال کرنا، دماغ کا استعمال کرنا، ذہن کو ایک طرف لگا دینا، قرآن حکیم کا حکم ہے۔ حدیث کا بھی یہی حکم ہے۔ آپ ﷺ کے وقت احادیث لکھی گئیں، جن کو آپ صحیفہ کہتے ہیں۔ صحیفہ

ہے۔ لکھنے ہی کی وجہ سے حدیثوں کا ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے۔ راویوں کے حالات ہمارے پاس موجود ہیں جو دوسری صدی ہجری سے لے کر نویں ہجری تک کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ اسماء الرجال کا یہ مبارک سلسلہ ہے جس کی بدولت آج ہم حدیث کی صحت اور عدم صحت کو پہچان سکتے ہیں۔ حدیث ضعیف ہے اور راوی کیسا ہے۔ یہاں میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہوں گا۔ خصوصاً ضعیف حدیثیں یا موضوع..... موضوع حدیثیں تو ٹھیک ہیں کہ ان کے بارے میں دو ٹوک موقف اختیار کرنا چاہیے، وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔ لیکن حدیث کو ضعیف قرار دینے میں ہاتھ ہولارکھنا چاہیے (معذرت کے ساتھ) منکرین حدیث اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے، یہ حدیث ضعیف ہے مجھ سے ان کا رابطہ رہتا ہے، خصوصاً جب میں الاعتصام میں کام کرتا تھا اس وقت سے میرا ان سے تھوڑا بہت تعلق ہے۔ وہ مجھے کہا کرتے تھے کہ تم بھی حدیث کے منکر ہو، ہم بھی منکر ہیں۔ میں نے کہا ہم کیسے منکر ہو گئے۔ ہم تو اہل حدیث ہیں، کہنے لگے تم اس طرح منکر ہو کہ یہ راوی تدلیس کرتا ہے۔ یہ موقوف روایت کرتا ہے۔ یہ مرسل ہے، یہ عزیز، یہ غریب ہے۔ تم ادھر سے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہو ہم سیدھا کہہ دیتے ہیں کہ حدیث کا معاملہ غلط ہے۔ تو حضرات! حدیث کی صحت اور عدم صحت بیان کرنے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔

لکھنے کے کئی طریقے ہیں، ہمارا لکھنے کا بھی عجیب طریقہ ہے، کہ ہم پڑھتے عربی میں ہیں، سوچتے پنجابی میں ہیں، اور لکھتے اردو میں ہیں۔ عربی پڑھنی چاہیے، فارسی کی بھی اہمیت ہے سیکھنی چاہیے، اردو لکھنے کے لیے عربی اور فارسی کا سمجھنا بے حد ضروری ہے۔ اس کے بغیر اردو میں مہارت پیدا نہیں ہوتی۔ عربی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی گرائمر تلفظ کی ادائیگی کو درست کر دیتی ہے۔ میں نے ایسے بہت سے لکھنے والے دیکھے ہیں جن کی کتب نہایت عمدہ ہیں لیکن جب بولتے ہیں تو تلفظ تو غلط ہوتا ہے زبر زیر پیش کے صحیح استعمال میں ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔

اردو کے مختلف موضوعات ہیں، مثلاً شخصیات، معاشیات، جغرافیہ، تاریخ وغیرہ۔ آپ نے ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا

ہے۔ ہر موضوع کی الگ الگ نفسیات ہیں، اور مختلف زبانیں ہیں۔ افسانہ ہے تو اس کی اپنی زبان ہے۔ تاریخ کی اپنی زبان ہے۔ جغرافیہ کی اپنی زبان ہے۔ قرآن حکیم کی اپنی زبان ہے۔ ترجمہ کرنا ہے تو اس کا انداز الگ ہے، تفسیر لکھنی ہے تو اس کا اسلوب علیحدہ ہے، فقہ اور فتویٰ میں زبان اور استعمال ہوتی ہے۔ حدیث کی تشریح میں زبان مختلف ہوگی، ناول کا اپنا انداز ہوگا۔

اگر آپ تاریخ پر لکھنا چاہتے ہیں تو تاریخ کی نفسیات کو جانے۔ تاریخ دانوں کو سمجھیں، تاریخی کتب کا بغور مطالعہ کریں۔ پھر آپ کو صحیح اندازہ ہوگا۔ سیرت پر لکھنا ہے تو اس کی زبان اور نفسیات کو سمجھیں۔ کتب سیرت کا گہرائی سے مطالعہ کریں۔ اس کے لیے آپ کو تاریخ کی نسبت الگ الفاظ استعمال کرنا ہوں گے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں الگ انداز اور الفاظ لایے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں الگ اسلوب اور الفاظ۔ عام لوگوں کے بارے میں الگ طریقہ تحریر ہوگا۔ غیر مسلموں کے بارے میں الگ ترتیب اور الگ الفاظ ہیں۔ اس پر بہت غور و فکر کرنا ہوگا تب جا کر آپ کوئی قابل قدر کام کر سکیں گے۔ آپ کے پاس الفاظ کا وسیع ذخیرہ ہونا چاہیے اور ان کو مناسب جگہ پر ترتیب دینا چاہیے۔ شخصیت کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق الفاظ کا انتخاب کرنا چاہیے۔ ایک ہی جملے میں تمام مترادفات استعمال نہیں ہونے چاہئیں بلکہ الفاظ کو بچا کر رکھنا چاہیے۔ مناسب موقع پر ہی ان کا استعمال صحیح ہوتا ہے۔

ترجمہ کرنے کے لیے اس زبان کا ماہر ہونا از حد ضروری ہے۔ مولانا ظفر علی خاں بہت اچھے مترجم تھے، معرکہ مذہب و سائنس کے نام سے انھوں نے ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اتنا عمدہ ترجمہ کیا ہے کہ مولانا محمد علی کہا کرتے تھے کہ اگر وہ انگریز اس ترجمے کو دیکھ اور سمجھ سکتا تو وہ اپنی اصل کتاب تلف کر دیتا۔ مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم بھی بہت اعلیٰ پائے کے مترجم تھے۔ ان کے تراجم پڑھیں۔ انہوں نے امام غزالی کی کتابوں کے بعض حصوں کا ترجمہ کیا ہے۔ غزالی کی المقصد من الضلال کا ترجمہ بھی کیا ہے جو سرگزشت غزالی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اچھا ہے، جس پر مکمل اعتقاد کیا جاسکتا ہے۔ اپنی اردو اچھی بنانے کے لیے ادب سے متعلق کتب پڑھنی چاہئیں، ویسے تو نصاب میں بھی عربی ادب کی کتب شامل ہوتی تھیں۔ مثلاً سبع معلقہ، مقامات حریری اور متنبی وغیرہ، امید ہے اب بھی نصاب کا حصہ ہوں گی، یہ اخلاقیات کی کتابیں نہیں بلکہ ان کا تعلق عربی ادب سے ہے۔

اگر آپ اردو بہتر کرنا چاہتے ہیں تو جوش ملیح آبادی کی کتاب یادوں کی برات پڑھیے۔ اس کتاب کے مندرجات سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن اردو ادب کا مرقع ہے۔ وہ الفاظ کا بادشاہ ہے، الفاظ کا بے پناہ ذخیرہ اس کے پاس ہے۔ اسی طرح علامہ شبلی کی کتابیں پڑھو، بعض کتابیں نایاب ہیں، لیکن علامہ سید سلیمان ندوی، قاضی سلیمان منصور پوری، ڈپٹی نذیر احمد کی کتابیں میسر ہیں۔ یہ ضرور پڑھنی چاہئیں۔ مولانا عبدالحلیم شرر، حضرت میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔ ان کی کتابیں پڑھیں۔ بہت مفید ہیں۔ مولانا غلام رسول مہر، مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھنے سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔ خصوصاً مولانا غلام رسول مہر کی کتب پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ شخصیات پر کیسے لکھا جاتا ہے۔ تاریخ کیا ہے اور کسی تاریخی موضوع پر لکھنے کا کیا اسلوب ہے۔

مولانا غلام رسول مہر مشہور تاریخ دان تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میں الفہرست کا ترجمہ کر رہا ہوں تو انہوں نے پیغام بھیجا تھا کہ اب پرانا جغرافیہ تبدیل ہو گیا ہے نئے مقامات ہیں۔ لہذا آپ مجھ سے رہنمائی لے لیا کریں۔ مگر افسوس کہ میں ان سے صحیح استفادہ نہ کر سکا۔ مہر صاحب نے جماعت مجاہدین پر لکھا اور خوب لکھا۔

لکھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان تعصب سے بالاتر ہو۔ میں نے اپنی تحریروں میں سب لکھا اور بہت لکھا۔ حتیٰ کہ گیانی ذیل سنگھ پر بھی لکھا۔ میری کتابیں پڑھ کر راولپنڈی سے ایک صاحب نے رابطہ کیا اور کہا اہل حدیث ہو کر آپ نے بڑی فراخ دلی سے سب لکھا ہے۔ تعصب سے کام نہیں لیا۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ مولانا ابوالحسن ندوی پر لکھیں، مولانا عبد القادر رائے پوری پر لکھیں۔ میں نے کہا میں ان پر

مولانا ابوالکلام آزاد نے قرآن حکیم کی تفسیر لکھی ہے۔ نہایت خوب صورت اسلوب ہے۔ مولانا عبدالسلام نیازی جو کہ بہت بڑے عالم تھے اور کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور ان کا کہنا ہے کہ ابوالکلام، جبریل کی زبان بولتا ہے۔ اگر قرآن اردو زبان میں نازل ہوتا تو ابوالکلام کی زبان میں نازل ہوتا۔ اس لیے عرض ہے مولانا کی تفسیر ضرور پڑھنی چاہیے تاکہ معلوم ہو کہ عربی الفاظ کو اردو کے قالب میں کیسے ڈھالا جاتا ہے۔

امام غزالی کی احیاء العلوم، امام ابن خلدون کی تاریخ ابن خلدون ان کے ترجمے پڑھنے چاہئیں۔ مقدمہ ابن خلدون کے ایک حصے کا ترجمہ مولانا حنیف ندوی نے کیا ہے اسے ضرور پڑھیں، اس سے ترجمہ کرنے کا رجحان پیدا ہوگا اور پتا چلے گا کہ ترجمہ کس طرح کرنا چاہیے۔

میں نے بھی ایک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ بڑی ضخیم کتاب ہے۔ محمد بن اسحاق اس مصنف کا نام ہے جو کہ ابن ندیم وراق بغدادی کے نام سے معروف ہے۔ مصنف چوتھی صدی ہجیر کا ہے اور شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس نے اپنی کتاب میں تمام مسلک کے علماء اور ان کی خدمات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے، حتیٰ کہ اس دور کے شعراء کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ یہ بھی بتایا ہے کہ طب کا آغاز کب ہوا۔ اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے یہ ایک قسم کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ میں ترجمہ کر کے ادارہ ثقافت اسلامیہ میں مولانا محمد حنیف ندوی اور مولانا جعفر شاہ پھلواڑی کو دکھاتا تھا۔ جہاں کہیں کوئی اصلاح کی ضرورت ہوتی وہ کر دیتے تھے۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے کہ بڑا سلیس ترجمہ ہے۔

اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہونے لگا تو ادارے کے ڈائریکٹر جناب سراج منیر صاحب (جو کہ بہت نفیس اور عالم نوجوان تھے اور بڑے نستعلیق مزاج کے مالک تھے) انھوں نے کہا کہ یہ ترجمہ کیسی ایسے شخص کو دکھانا چاہیے جو انگریزی اور فارسی جانتا ہو، کیوں کہ اسی کتاب کا فارسی اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکا تھا، ہم نے وہ کتابیں حاصل کر کے ایک ماہر انگریزی جاننے والے کو دیں تاکہ وہ ترجموں کا موازنہ کر سکے، اس نے رپورٹ میں لکھا کہ اردو ترجمہ فارسی اور انگریزی کی نسبت زیادہ

ضرور لکھوں گا، ان شاء اللہ

میں نے فقہائے ہند کے نام سے کتاب لکھی جب کہ ہمارے دوست اپنی کتابوں میں اہل حدیث علماء اور فقہاء کا تذکرہ نہیں کرتے۔ ماضی قریب کے علماء میں مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا عبدالسلام کی کتب کا مطالعہ ضرور کریں۔ نیز دارالمصنفین کی سیرت صحابہ کرام اور دیگر کتب پڑھیں، بہت مفید کتابیں ہیں ان سے لکھنے کا اسلوب معلوم ہوتا ہے۔

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ جامعہ سلفیہ نے اپنے آخری سال کے طلباء کے لیے علمی مقالہ لکھنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ یہ ایک اچھی اور عمدہ کوشش ہے۔ اس سے طلباء کے اندر لکھنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ اس سے قبل میں نے کسی اور ادارے کے بارے میں نہیں سنا کہ وہاں مقالہ نویسی کا کام ہوتا ہو۔

میں اپنے عزیزوں سے عرض کروں گا کہ وہ لکھنے سے پہلے اس موضوع کا خوب مطالعہ کریں۔ الفاظ کا ذخیرہ جمع کریں، دس عالموں کے بارے میں لکھنا ہو، تو الفاظ بدلنے ہیں، آپ کیسے بدلیں گے، یہ بھی عالم ہیں، وہ بھی عالم ہیں، یہ مدرس ہیں وہ بھی مدرس ہیں، یہ خطیب ہیں، وہ بھی خطیب ہیں، یہ مقرر ہیں، وہ بھی مقرر ہیں۔ یہ سیاست دان ہیں، وہ بھی سیاست دان ہیں۔ ایک شخصیت کے بارے میں جو لفظ استعمال کریں وہ دوسرے کے بارے میں نہ استعمال کریں۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس الفاظ کا وافر ذخیرہ موجود ہو۔ ہر ایک کو اس کی شخصیت کے مطابق حصہ دے سکیں۔

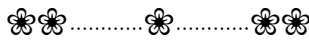
ایک بات اور عرض کر دو کہ مترادفات استعمال کرنے سے پرہیز کریں۔ دس یا پانچ الفاظ جو ایک معنی دیتے ہیں، وہاں ایک لفظ استعمال کریں۔ نو کو بچا کر رکھیں۔ وہ دوسری جگہ استعمال کریں۔ اکثر طلباء مجھ سے پوچھتے ہیں کہ لکھنے کا طریقہ سکھاؤ۔ لکھنے کا طریقہ مشکل بھی ہے اور آسان بھی۔ مشکل اس وقت ہے کہ جس موضوع پر لکھنا ہے اس کا مطالعہ نہیں کیا مثلاً تفسیر جلال پر لکھنا ہے تو کم از کم یہ تو معلوم ہو کہ دو جلال کون تھے۔ کسی اردو کی تفسیر پر لکھنا ہے تو اردو تفسیروں کے بارے میں معلومات ہونی چاہئیں، علی ہذا القیاس۔ جس موضوع پر بھی لکھنا چاہتے ہیں اس کا

وسیع مطالعہ کریں۔ پھر قلم پکڑیں۔

میرے عزیزو! اگر آپ نے اردو میں لکھنا ہے تو اردو کی کتابیں پڑھیں، اگر عربی میں لکھنا ہے تو عربی کی کتب کا مطالعہ کریں۔ پھر بات بنے گی۔ خصوصاً جدید کتب کو زیر مطالعہ رکھیں اور اس بات کا خیال کریں کہ مقالے میں جو بات لکھنی ہے اس کا پورا حوالہ دیں۔ آپ جتنے حوالے دیں گے اتنا ہی آپ کا مقالہ پختہ اور علمی ہوتا جائے گا۔ اگر آپ حوالہ نہیں دیں گے تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ مصنف چور ہے۔ اس لیے سرفے کے الزام سے بچنے کے لیے حوالہ ضروری ہے۔ اگر آپ حوالہ نہیں دیتے اور کسی کتاب سے کوئی بات نقل کر دیتے ہیں تو یہ علمی سرقہ ہوگا۔ جو بہر حال ایک کوتاہی ہے۔

آخری بات یہ عرض کروں گا کہ آپ کو باعمل مصنف ہونا چاہیے۔ اچھی صحبت اختیار کریں۔ اچھے لوگوں میں بیٹھیں، عملی زندگی نظر آنی چاہیے۔ اپنی تحریروں میں بھی صاف ستھری زبان استعمال کریں۔ لوگ پڑھ کر آپ کے بارے میں اچھی رائے قائم کریں۔ عرب کے لوگ نبی ﷺ کی زبان سن کر ہی کہہ دیتے تھے کہ یہ ان پڑھ کی زبان نہیں ہے۔ اس قدر شائستہ گفتگو ہوتی کہ لوگ بے حد متاثر ہوتے۔ یہی حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا، زبان جتنی صاف ہوگی اتنا ہی زبان کا اثر ہوگا۔

آخر میں جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کا شکر گزار ہوں، جنہوں نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے یہ گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی خدمت کرنے کا موقع دے اور سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔



میاں محمد اکبر کی وفات

راقم کے خالو جان اور مولانا عبدالقادر ڈاھروی کوٹ رادھاشن ضلع قصور کے والد میاں محمد اکبر یکم اکتوبر کو وفات پا گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم خوش اخلاق، نیک سیرت آدمی تھے۔ علمائے کرام کے قدر دان اور مسجد میں مؤذن تھے۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ [حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی]

مولانا حافظ محمد بنیامین طور رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن

حکیم مدر محمد خاں

لکھوی اور حافظ محمد عبداللہ بڑھیمالوی رحمۃ اللہ علیہ سے مستفید ہوئے۔ پھر جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں شیخ العرب والعجم حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھی۔ نیز مولانا محمد اسحاق چیمہ اور مولانا شریف اللہ خاں سواتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بعض کتب کا درس لیا اور ۱۹۶۰ء میں سند فراغ حاصل کی۔ قرآن مجید کے بارہ پارے حافظ فتح محمد فتحی رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیے۔ بارہ پارے مدرسہ خادم القرآن کے پانچ سالہ تعلیمی دور میں خود ہی حفظ کیے اور باقی چھ پارے جامعہ سلفیہ میں حصول علم کے دوران یاد کیے۔ اس طرح مسلسل محنت اور جدوجہد سے آپ نے مکمل قرآن حفظ کر لیا اور پھر تادم والیس اسے یاد رکھا۔ ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔

فراغت تعلیم کے بعد آپ نے مفکر اہل حدیث مولانا محمد اسحاق چیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء سے جامعہ سلفیہ میں تدریس کا آغاز کر دیا۔ ۱۹۷۰ء تک وہیں مصروف تدریس رہے۔ پھر دو سال اپنی معہد علمی مدرسہ خادم القرآن والحدیث، جھوک دادو میں فریضہ تدریس انجام دیا۔ اس کے بعد ایک سال جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، دو سال دارالحدیث اوکاڑا اور بار دیگر چار سال جامعہ سلفیہ میں تشنگان علم ان سے فیض یاب ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے اصحاب انتظام کی دعوت پر یہاں بطور شیخ الحدیث تشریف لائے اور ۲۰۰۳ء تک بے شمار طلباء نے یہاں آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ دو سال تک جامعہ سدرۃ الاسلام للبنات، جھوک دادو اور مرکز عمر بن خطاب الاسلامی تاندلیاں والا میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ پھر تیسری مرتبہ جامعہ تعلیم الاسلام میں تشریف لائے اور دو سال کے بعد علالت طبع کی بنا پر اپنے گاؤں تشریف لے گئے۔ لیکن جامعہ سے

شیخ الحدیث حافظ محمد بنیامین بنوریام بن دادو ۱۹۳۴ء میں چک نمبر ۴۲ گ ب جھوک دادو تاندلیاں والا ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے۔ مولانا میاں محمد باقر، مولانا عبدالعزیز طور (سابق شیخ الحدیث دارالحدیث رحمانیہ کراچی) اور مولانا محمد حسین طور رحمۃ اللہ علیہ کا شمار آپ کے عالی قدر ربز رگوں میں ہوتا ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ہوش سنبھالا تو گاؤں کے اسکول میں داخل کرا دیے گئے جہاں آپ نے پرائمری تک تعلیم پائی۔ پھر گورنمنٹ ہائی اسکول تاندلیاں والا میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۳ء میں میٹرک پاس کیا۔ اس کے فوراً بعد ایک پرائمری سکول میں معلمی مل گئی۔ استاذی المکرم نے دینی علوم کے حصول کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی کہ

”۱۹۵۴ء میں دریائے راوی میں طغیانی آگئی، اس میں بہت جانی مالی نقصان ہوا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر سیل رواں نے ہمارے گاؤں کا رخ کر لیا تو اس کی زد میں آکر میں بھی راہی ملک عدم ہو جاؤں گا۔ اس وقت تک میں نے ناظرہ قرآن مجید بھی نہ پڑھا تھا۔ میرے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہ ہوئی تو میری نجات کیسے ہوگی؟ بس اسی اک خیال نے میرے دل کی دنیا کو بدل ڈالا۔ فوراً معلمی سے استعفا دیا اور اپنے گاؤں کے مدرسہ خادم القرآن والحدیث میں داخل ہو گیا۔“

یہاں آپ مسلسل پانچ سال تک حصول علم میں مشغول رہے اور مولانا عبدالرشید، مولانا حافظ مختار احمد، مولانا محمد حسین طور، مولانا محمد یعقوب گوجروی اور مولانا محمد صدیق لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا۔ اسی دوران میں جامعہ محمدیہ اوکاڑا میں بھی کچھ عرصہ حافظ شفیق الرحمن

والبتگی آخری دم تک رہی اور آپ کا نام بطور شیخ الحدیث و صدر مدرس برقرار رہا۔ نیز آدمی دم تک جامعہ سدرۃ الاسلام میں بخاری شریف، تفسیر بیضاوی اور ابواب الصرف کی تدریس کرتے رہے۔

شیخ رحمہ اللہ کا زمانہ تدریس نصف صدی پر محیط ہے۔ اس دوران میں آپ سے استفادہ کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے جو ملک و بیرون ملک میں درس و تدریس، وعظ و ارشاد، تصنیف و تالیف اور اشاعت اسلام کے دیگر ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے غلبہ اسلام کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ان میں سے بعض نامور اصحاب علم کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حافظ عبدالعزیز علوی، مولانا عبدالرحمن چیمہ، حافظ عبدالرشید ضیاء، حافظ مسعود عالم، پروفیسر عبدالرحمن شاہین پروفیسر عبدالرحمن شارق، پروفیسر عنایت اللہ مدنی، پروفیسر حافظ عبدالرحمن کئی، مولانا عبدالرحمن ذہبی، پروفیسر حافظ خبیب زاہد، مولانا عبدالحی انصاری، صاحبزادہ علامہ برق التوحیدی، مولانا محمد ہود، حافظ رحمت اللہ فائز، قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا بہادر علی سیف، حافظ محمد شعیب چھتوی، مولانا محمد افضل مدنی، قاری عبدالرحیم زاہد، مولانا محمد اکرم جمیل، مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا محمد خالد سیف، حافظ عبداللہ شیخوپوری، مولانا حبیب الرحمن یزدانی شہید، حافظ محمد اسلم خانپوری، حافظ عبدالستار حسن، حافظ مقصود احمد مدنی، قاری حفیظ الرحمن ملتانی، قاری محمد اسماعیل بلوچ، مولانا طاہر طیب بھٹوی، پروفیسر اعجاز احمد تنویر، مولانا محمد داؤد خان سیف امرتسری، مولانا محمود احمد غضنفر، حافظ فتح الدین مدنی، مولانا محمد اسماعیل شیر محمد، مولانا سعید احمد حنیف سلفی وغیرہ۔

شیخ رحمہ اللہ کا انداز تدریس نہایت دلنشین ہوتا تھا۔ آپ کا شمار وطن عزیز کے چند کہنہ مشق، وسیع المطالعہ اور کامیاب مدرسین میں ہوتا تھا، پوری تحقیق اور مطالعہ کے بعد درس دیتے تھے، دوران تدریس ایک ایک مسئلہ بلکہ ہر مسئلہ کے ایک ایک پہلو کو اچھی طرح سے اجاگر کرتے تھے۔ ان کا یہ معمول تھا کہ بخاری شریف پڑھانے سے قبل مسواک کرتے، وضو یا غسل کرتے، صاف ستھرا مگر سادہ لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے،

دور کعت نفل ادا کرتے اور درود شریف پڑھتے تھے۔ اولئک آبائی فجننی بمثلہم

شیخ رحمہ اللہ ایک ماہر مناظر بھی تھے۔ آپ نے فرق ضالہ کے بعض لوگوں سے مناظرے بھی کیے اور مد مقابل کونا کون چنے چوئے۔ جب ۱۹۷۳ء میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی، اس وقت آپ دارالحدیث اوکاڑا میں مدرس تھے۔ آپ نے مرزائیت کی تردید میں اوکاڑا کی لال مسجد میں اپنے مخصوص انداز میں ایک جلسہ عام سے مدلل اور مفصل خطاب فرمایا۔ اس کے بعد آپ کو گرفتار کر کے ساہی وال جیل بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ مولانا عبداللہ امجد چھتوی رحمہ اللہ کی رفاقت میں قید و بند کی صعوبت کاٹی۔ افغانستان پر روس کے حملے کے دوران دیگر بہت سارے علمائے اہل حدیث کی طرح آپ نے بھی میدان جہاد کا رخ کیا اور نصف اوّل میں رہ کر جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ۱۹۹۰ء کے پس و پیش آپ نے اپنے گاؤں میں بنات اسلام کی تعلیم و تربیت کے لیے ”جامعہ سدرۃ الاسلام للبنات“ قائم کیا۔ اس میں حفظ و تجوید اور علوم اسلامیہ کی تدریس جاری ہے۔ یہ آپ کی باقیات صالحات میں سے ہے۔ چھٹی کے دن گھر جاتے اور اپنے گاؤں کی جامع مسجد میں خطبہ جمعہ بھی دیتے تھے۔ جامعہ مسجد مبارک ادارہ علوم اثریہ ٹنگمری بازار فیصل آباد میں کم و بیش دس سال تک خطبہ جمعہ دیتے رہے۔ آپ کا مطالعہ بھی بہت وسیع تھا۔ مطالعہ کی میز پر چھوٹی بڑی متعدد کتب موجود رہتی تھیں۔

شیخ رحمہ اللہ نے تحریری میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ مؤرخ اہل حدیث جناب مولانا اسحق بھٹی ایسے صاحب طرز ادیب اور انشاء پرداز بھی آپ کی تحریر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انہوں نے اپنی کتاب ”صوفی محمد عبداللہ“ اور ”دبستان حدیث“ میں آپ کے اسلوب تحریر کی تعریف فرمائی ہے۔ آپ کی تحریری خدمات درج ذیل ہیں:

①..... الطور الناجی شرح السراجی: دینی مدارس کے طلباء کی سہولت کی خاطر رواں دواں اردو میں سوالاً جواباً لکھی گئی ہے۔ اس کتاب نے بے حد شہرت پائی۔

④..... نماز نبوی ﷺ: یک صد صفحات پر مشتمل اس کتاب میں محمد رسول اللہ ﷺ کی نماز کی تصویر پیش کی گئی ہے۔

⑤..... الطلاق الصواب الذی یوجد فی الحدیث والکتب: یہ بھی اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس میں کتاب و سنت کے مطابق طلاق پر بحث کی گئی ہے۔

⑥..... سینے پر ہاتھ باندھنا: اس میں مسئلہ وضع الاید علی الصدور فی الصلوٰۃ کے دلائل کو نہایت حسن ترتیب سے تحریر کیا گیا ہے۔

⑦..... امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کی الجامع الصحیح: یہ مقالہ ماہنامہ ترجمان الحدیث، لاہور (جلد: ۱۹) کے تین شماروں (فروری، مارچ، اپریل ۱۹۹۶ء) میں علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کے فٹ نوٹ کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ یہ بحث امام بخاری رحمہ اللہ تک محدود ہے۔ نیز مجلہ تعلیم الاسلام ماموں کالج میں آپ کے بعض فتوے بھی شائع ہوئے تھے۔ فتویٰ نویسی میں بھی آپ بلند مقام پر فائز تھے۔

شیخ رحمہ اللہ کی ایک خواہش یہ تھی کہ شرح عقیدہ طحاوی، تفسیر بیضاوی اور شرح ابن عقیل کی تسہیل و تفہیم اردو زبان میں کر دیں مگر اجل نے مہلت نہ دی۔

شیخ رحمہ اللہ نہایت متقی اور عابد و زاہد تھے۔ قرآن مجید سے ان کو بے حد شغف تھا۔ روزانہ دو پارے تلاوت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بیماری کی وجہ سے یہ عمل چھوٹ گیا۔ چنانچہ صحت یابی کے بعد آپ نے وہ کمی پوری کر دی۔ احب الاعمال الی اللہ ادمہا وان قل

آپ رمضان المبارک میں باقاعدگی کے ساتھ صلوٰۃ التراويح میں قرآن مجید پڑھتے۔ اس کے علاوہ روزانہ فجر، مغرب اور عشاء کی نماز میں ترتیب کے ساتھ قرآن مجید کی قرات کرتے اور رمضان سے رمضان تک قرآن مجید ختم کر دیتے۔ ایک مرتبہ صلوٰۃ کسوف میں انہوں نے ۱۴ پارے پڑھے۔ طویل جماعت کرواتے تھے لیکن انداز قرات سے کبھی تھکن کا احساس نہ ہوتا تھا اور نہ ہی اکتاہٹ آڑے آتی تھی۔

ایسے شخص کے لیے جس کو نماز باجماعت پڑھنے کی عادت نہ ہوتی، فرمایا کرتے تھے کہ وہ مسلسل اکتالیس دن باجماعت نماز ادا کر لے اس

سے اس کی عادت پختہ ہو جائے گی، ان شاء اللہ۔

شیخ رحمہ اللہ کا شمار اپنے عہد کے مستجاب الدعوات بزرگوں میں ہوتا تھا۔ اس نواح میں بالخصوص اور دور دراز تک بالعموم آپ کی قبولیت دعا کے واقعات زبان زد عام ہیں۔ یقیناً آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان من عباد اللہ لو أقسم علی اللہ لا برہ۔

ایک مرتبہ آپ کو پیشاب کی تکلیف ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا اور آٹھ دن بعد کی تاریخ دے دی۔ شیخ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ

”میں نے دعا کی اے اللہ! تو نے اپنے بندے ایوب علیہ السلام کو شفا دی تھی، انہوں نے کون سا آپریشن کرایا تھا، مجھے بھی شفا دے دے۔ میں نے آپریشن نہیں کروانا۔“ القصہ جب آٹھویں دن معالج کے پاس گئے، اس نے الٹرا ساءنڈ کیا اور کہنے لگا:

حافظ صاحب آپ شفا یاب ہو چکے ہیں، آپریشن کی ضرورت نہیں، سبحان اللہ

واقعہ یہ ہے کہ آپ کی دعا اور دم میں پروردگار عالم نے تاثیر رکھی تھی، سو آپ سے خلق کثیر کو فائدہ پہنچا۔ خود مجھے سحر کی وجہ سے جنون ہو گیا تھا۔ بہت علاج کرائے مگر نتیجہ صفر رہا۔ آخر والد محترم مولانا محمد بن یعقوب معین اللہ بطول حیات مجھے شیخ کے پاس لے گئے۔ آپ نے مجھے ایک مرتبہ دم کیا اور میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔ یہ ۱۹۹۶ء کا واقعہ ہے۔ میں اب تک بھلا چنگا ہوں۔ الحمد للہ

جب آپ جامعہ سلفیہ میں پڑھاتے تھے تو ایک اجنبی شخص آپ کے پاس آیا۔ وہ آہ وزاری کے ساتھ آپ سے لپٹ کر منت سماجت کرنے لگا۔ استفسار پر اس نے بتایا کہ اس کا ایک مریض ہے، وہ صحت یاب نہیں ہوتا۔ گزشتہ رات خواب میں اسے ایک سفید ریش والے بزرگ نے بتایا کہ جامعہ سلفیہ میں حافظ محمد بنیامین صاحب سے ملیں، وہ آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔

شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”میرے بھائی! یہ تو وہی بزرگ معلوم ہوتا ہے

چارپائی پر آلتی پالتی مارے تشریف فرما تھے۔ نقاہت غالب آچکی تھی مگر ظاہری طور سے سوائے گھٹنوں کی تکلیف کے کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔ آپ نے میرے گاؤں کے بعض لوگوں کا نام لے کر ان کا حال دریافت فرمایا۔ یہ آخری ملاقات ثابت ہوئی اس کے چند روز بعد انہیں پیچش کا عارضہ لاحق ہوا اور ۲۲ رجب ۱۴۳۰ھ (۱۶ جولائی ۲۰۰۹ء) بروز جمعرات علی الصبح آپ اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہوئے۔

ان کی رحلت کی خبر آنا فانا ملک بھر میں پھیل گئی۔ نماز جنازہ شام پانچ بجے شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد نے پڑھائی۔ دوسری مرتبہ آپ کے شاگرد مکرم جناب شیخ الحدیث حافظ محمد نصر اللہ مجاہد نے اور تیسری مرتبہ محترم جناب قاری عبدالرحیم کلیم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ملک بھر کے شیوخ، اساتذہ کے علاوہ آپ کے تلامذہ اور عقیدت مندوں کے جم غفیر نے شرکت فرمائی۔ شیخ کو ان کے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اللہم ارفع درجته فی العلیین۔ آمین

.....

جس نے برصیا راہب کو گم راہ کر دیا تھا۔‘ یہ واقعہ ایک سے زائد مرتبہ پیش آیا۔ اس کے بعد آپ اس سلسلے میں بے حد محتاط ہو گئے تھے۔ ہمارے ایک دوست کی شادی میں کئی طرح کی رکاوٹیں تھیں، شیخ نے انہیں ایک وظیفہ پڑھنے کے لیے بتایا اور دعا فرمائی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ساری مشکلات ختم ہو کر شادی ہو گئی۔

۱۹۶۳ء میں آپ کی شادی آپ کے چچا خان محمد طور مرحوم کی بیٹی کے ساتھ منعقد ہوئی ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تولد ہوئے۔ آپ نے اپنی اولاد کی تربیت اسلامی اصولوں پر کی جو ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ ایک بیٹی فوت ہو چکی ہے۔ باقی اولاد زندہ ہے۔ بیٹا مولانا محمد ابراہیم خلیل جامعہ تعلیم الاسلام سے فارغ التحصیل ہے اور ایک ہائی سکول میں استاد ہے۔ دو بیٹیاں علوم اسلامیہ کی تعلیم سے بہرہ ور ہیں اور جامعہ سدرۃ الاسلام للبنات میں پڑھاتی ہیں۔ اللہ انہیں شیخ رحمہ اللہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، آمین۔

۲۶ جون کو ایک مریض لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

مدارس اسلامیہ میں پڑھائی جانے والی نصابی کتاب

بلوغ المرام من أدلة الأحكام (عربی)

تالیف

العلامة الكبير الحافظ ابن حجر العسقلاني

المحدث الشهير ۷۷۳ھ ۸۵۲ھ

صفحات

۲۵۶

خصوصیات

○ تحقیق و تخریج سے مزین ○ مع اعراب و بلا اعراب الگ الگ نسخے

قیمت

۷۵ روپے

عظیم محدث علامہ ناصر الدین البانی علیہ الرحمہ کی تحقیقات پڑنی یہ کتاب انتہائی کم قیمت پر دستیاب ہے۔

دارالکتب السلفیہ، اقراسنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور 54000

ہنا دشا کر، فون: 042-37361505 / 042-37008768 / 0333-4334804

ملنے کا پتا

16 22 2009ء (1469) 26 شوال المکرم 1430ھ

فیصل مسجد اسلام آباد کے خطیب، علم و فضل کے درخشندہ آفتاب، علمائے اہل حدیث کے باوقار ادیب، اقبالیات کے ماہر

پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار شاہ کا سانحہ ارتحال

ملک کے معروف صاحب علم، اقبالیات کے ماہر، دینی و دنیوی علوم کے شناور، فیصل مسجد اسلام آباد کے خطیب اور دعوتِ اکیڈمی، اسلام آباد کے ریسرچ انچارج پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار شاہ کو بعارضہ قلب ۲۳ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز منگل علی الصبح اسلام آباد میں وفات پا گئے۔

آہ! اناللہ وانا الیہ راجعون

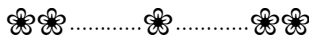
پروفیسر مرحوم ملک کے معروف اہل علم، عظیم دانش ور، مفکر، نثر نگار، مقرر و خطیب اور اقبال شناس شخصیت تھے۔ آپ ایک منجھے ہوئے ماہر ادیب تھے۔ قومی و سیاسی تقریبات میں اکثر شامل رہتے۔

آپ نے علم اور اہل علم سے ہمیشہ رابطہ رکھا بلکہ علم و حکمت کے بڑے خادم تھے۔ ”بیت الحکمت“ کے نام سے انہوں نے لاہور میں ایک عظیم ادارہ قائم کیا ہوا تھا۔ جہاں سے بڑے بڑے علماء و طلباء اپنی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ مرحوم پنجاب پبلک لائبریری کے ڈائریکٹر بھی رہے اور طویل عرصے تک اس عہدے پر متمکن رہنے کے بعد آپ کو پاکستان کی سب سے بڑی مسجد ”فیصل مسجد“ میں خطیب مقرر کر دیا گیا جو ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ دعوتِ اکیڈمی، اسلام آباد کے شعبہ ادارہ تحقیقات اسلامی میں بھی ان دنوں خدمات انجام دے رہے تھے۔

مرحوم ایک عرصے سے بعارضہ قلب علیل تھے اور ان کا بائوپاس آپریشن بھی ہوا تھا۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا جس کا ہر ذی نفس نے ذائقہ چکھنا ہے اور اس طرح وہ علم و فضل کا آفتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

مرحوم دارالدعوة السلفیہ اور اس کے بانی حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے علمی فیض کے ہمیشہ خوشہ چیں رہے۔ مولانا بھوجیانی مرحوم سے زندگی بھر انہوں نے فیض حاصل کرنے کے علاوہ ان کے ادارے سے بھی ہمیشہ محبت رکھی۔

اراکین دارالدعوة السلفیہ لاہور کے سرپرست حافظ ثناء اللہ خان المدنی، صدر گرامی مولانا ابوبکر الصدیق السلفی، سیکرٹری جنرل حافظ احمد شاہ کر، نائب صدور ڈاکٹر سعید اقبال قریشی، مولانا محمد اسحاق بھٹی اور اراکین مولانا عمران حمید مرزا، ملک عصمت اللہ، چوہدری نعیم صادق ایڈووکیٹ، حافظ محمد اشرف، جمادشا کرو دیگر کارکنان الاعتصام نے مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی مغفرت و بلندی درجات کی دعا کی ہے۔ [محمد سلیم چنیوٹی]



حضرت مفتی عبید اللہ عقیف رحمہ اللہ کی دو ہمیشہ گان کے لیے دعائے صحت کی درخواست

حضرت مولانا شیخ الحدیث مفتی عبید اللہ عقیف رحمہ اللہ کی دو ہمیشہ گان ان دنوں شدید علیل ہیں۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ بیماروں کی شفا کے کاملہ و عاجلہ کے لیے دعا فرمائیں۔

[ادارہ]

اللهم اشفہما شفاء كاملا عاجلا

رشوت کی تعریف اور اس کے بنیادی ارکان

از: عبد اللہ بن عبد المحسن الطریق ترجمہ: مولانا نصیر احمد ملّی

محکمہ کا ملازم ہو، یا کوئی مخصوص کام اس کے سپرد ہو، جیسے تاجروں یا کمپنیوں کا ایجنٹ ہو، یا زمینداروں کا گماشتہ ہو وغیرہ۔
اور رشوت دینے والے کے حق میں فیصلہ کرنے، یا رشوت دینے والے کی مرضی کے مطابق رشوت لینے والے کو برا بیچتہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رشوت دینے والے کی مرضی اور اس کے مقصد کو رشوت لینے والا پورا کرے اور اس سے کوئی بحث نہ کرے کہ وہ مرضی یا مقصد حق ہے یا باطل ہے۔

لغوی اور اصطلاحی مفہوم کے درمیان ربط:

گزشتہ سطروں میں جو لغوی معنی مذکور ہے، اس کا اصطلاحی تعریف سے ربط صاف نظر آتا ہے۔ کیوں کہ رشوت اسی لیے دی جاتی ہے تاکہ مفاد اور مصلحتوں کی بابت فیصلے میں حق اور انصاف سے گریز کیا جائے اور رشوت ڈول اور رسی کی طرح ہوتی ہے، اسی طرح رشوت دینے والا اس چوزے کی طرح ہوتا ہے، جو اپنا سرا اس لیے اوپر اٹھاتا ہے تاکہ اس کی ماں اسے چوگا دے۔ رشوت، راشی اور مرتشی (لینے اور دینے والے) کے درمیان ایک جوڑ کا کام دیتی ہے۔ جیسے رسی اور دول جوڑ کا کام دیتی ہیں، اور جس طرح تیز دوڑانے کے لیے اونٹ کے بچے کے سرین کو سہلایا جاتا ہے۔ اسی طرح رشوت لینے والے کو اس لیے رشوت دی جاتی ہے، تاکہ وہ مطلوبہ کام پوری طرح انجام دے سکے۔

جرم رشوت کے اہم اجزاء:

فقہ اسلامی کی روشنی میں رشوت کے اہم اجزاء کی بابت کافی غور و خوض اور جستجو اور تلاش کے باوجود کہیں ان کے بارے میں کچھ نہیں مل سکا۔ اس لیے توفیق خداوندی میں نے فقہاء کی گزشتہ تحریروں پر از سر نو غور کیا، اور خاص طور پر آخری تعریف کی مدد سے ایک چارٹ تیار کیا،

لغوی تعریف:

”رِشَا“ یعنی ڈول کی رسی، بقول بعض ”رِشَا“ رسی کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں، اَرَشَيْتُ الدُّلُو: ڈول میں رسی لگائی۔
”رِشَا“ نے کہا: رِشُو یعنی رشوت کا فعل، اور مَرِشَاة یعنی ایک دوسرے کی مدد کرنا اور فیصلہ میں انصاف سے ہٹ کر مائل ہونا۔

رِشُوۃ راء کے ضمہ اور کسرے کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے، جیسے رِشَاۃ رِشُوۃ اس کو رشوت دی۔ اَرَشَيْتُ مِنْهُ رِشُوۃ، جب کوئی شخص رشوت لے، اس کی جمع رِشَا آتی ہے۔ [تہذیب اللغة، ج: ۱۱، ص: ۴۰۶]

اور ضرب المثل کے طور پر بولا جاتا ہے، اَلْبَسَرَ اَطِيْلُ تَنْصُرُ اَلْاَبَا طِيْلُ۔ [المسئولية الجنائية في الفقه الاسلامي، ص: ۷۰]
یعنی رشوت باطل کاموں کے لیے مدد و معاون ہوا کرتی ہے۔

اصطلاحی تعریف:

ابن عابدین رحمہ اللہ نے کہا ہے: رشوت وہ چیز ہے جو آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس مقصد کے تحت دیتا ہے کہ فیصلہ اس کے حق میں ہو، یا اس کے من پسند منصب پر اسے فائز کرے۔

[حاشیہ ابن عابدین، ج: ۵، ص: ۳۶۲]

اس تعریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رشوت حاکم یا غیر حاکم کو کسی کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو رشوت عام ہوگی، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مال ہو یا اس شخص سے حاصل ہونے والی کوئی منفعت ہو، یا اس کی خاطر کسی قسم کے کام کی ادائیگی ہو، حاکم سے یہاں مراد قاضی ہے۔

غیر حاکم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس سے رشوت دینے والے کی غرض اور مفاد پورے ہونے کی توقع ہو خواہ وہ حکومت کا والی ہو، یا کسی

جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

①..... مرتشی: وہ شخص جو کسی دوسرے سے مال کا تقاضا کرتا ہے، یا اس سے کسی نفع کا حصول چاہتا ہے تاکہ اس کے عوض اس کی کوئی غرض پوری کر دے جس کی ادائیگی اس کے لیے ضروری ہو، یا اس کا کوئی غیر شرعی کام انجام دے دے، کام انجام دینے کا مطلب دونوں سے ہے، یعنی کام کر دینا ہو، یا کام کرنے سے رک جانا ہو۔

②..... راشی: وہی شخص ہے جو یہ سارا مال خرچ کرتا ہے، یا مفاد بہم پہنچاتا ہے تاکہ اس کی غرض پوری ہو سکے۔

③..... رشوت: وہ مال یا منفعت ہے جو رشوت دینے والا خرچ کرتا ہے، تاکہ رشوت لینے والا مذکورہ غرض یا مفاد کو پورا کر سکے۔

رشوت کی اقسام:

یہ فصل چار مطالب پر مشتمل ہے۔

پہلا مطلب، حق کو باطل کرنے، یا باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے رشوت کا لین دین۔

حلال واضح ہے، حرام بھی واضح ہے، حق باقی رہنے والا ہے، باطل مٹ جانے والا ہے، اور اللہ کی شریعت وہ روشنی ہے۔ جو ہر ایسی ظلمت کو کافور کرتی ہے، جس سے بندہ مومن فریب کھا سکتا ہے۔ جس کی آڑ میں مجرم چھپ کر وار کر سکتا ہے اس لیے ہر ایسا وسیلہ اور سہارا بھی حرام ہے۔ جس کے ذریعہ حق کے خلاف باطل کو غلبہ مل رہا ہو، اور چوں کہ رشوت ان وسائل میں سے ایک ہے۔ جس کے سہارے حق کو باطل، اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے اس لیے اسلام نے اس کو حرام قرار دیا ہے، اور حرام اور خبیث و فحش میں اس کو شمار کیا، اور اس سے پیدا گناہ جس طرح رشوت لینے والے کو ہوگا۔ رشوت دینے والا اور بیچ کا ایجنٹ بھی اس جرم کا گنہگار ہوگا۔

اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ کسی بھی خلاف شرع چیز کے حصول کے لیے روپیہ خرچ کرنا بدترین اور بے حد شرمناک فعل ہے۔ کیوں کہ یہ روپیہ ممنوع اور حرام کام کے مقابلہ میں خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور جو مال خدا کی سرکشی یا نافرمانی کے لیے خرچ کیا جائے کبھی اس کی حرمت اتنی شدید

ہوتی ہے کہ اس کی خرابی زنا کاری سے بڑھ جاتی ہے۔

اور جو مال حاکم کو اس غرض کے لیے دیا جائے کہ وہ باطل کو حق ثابت کر دے، یا کسی غیر کے حق کو باطل قرار دے یا حاکم کے علاوہ کسی اور کو اپنی نفسیاتی اغراض کے لیے روپیہ بطور رشوت دیا جائے، تو یہ حرام رشوت کی بدترین مثال ہوگی۔ کیوں کہ رشوت اسی غرض کے تحت دی جاتی ہے، تاکہ اس کے ذریعہ باطل کو حق اور حق کو باطل ثابت کیا جائے، یا اس کے حق کو غصب کر لیا جائے، جس نے اس کی طرح رشوت نہیں ادا کی ہے۔

اور جو حاکم حق کو باطل ثابت کرنے کے لیے رشوت لیتا ہے، اس کی حرکت سے اس کا فسق دو طرح سے ثابت ہوتا ہے۔

①..... ایک اس طرح سے کہ اس نے رشوت لینے کا ارتکاب کیا، جو سراسر باطل کی اعانت کے لیے صرف ہو رہی ہے، اور یہ حرام ہے۔ لہذا اس کے عوض جو چیز لی جائے گی، وہ بھی حرام ہوگی، اور اس کا کرنے والا فاسق ہوگا۔

②..... دوسرے رشوت لے کر وہ ناحق فیصلہ کرے گا۔

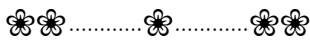
[احکام القرآن للجصاص، ج: ۴، ص: ۸۶]

یہ قطعی حرام ہے، جس کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے، یا تو اسے معزول کر دیا جائے گا یا معزول کیے جانے کے لائق ہوگا۔ جیسا کہ آئندہ تفصیل آئے گی۔ ان شاء اللہ

رہا رشوت دینے والا تو وہ دو وجہ سے فاسق کہے جانے کا مستحق ہوگا: ①..... ایک اس لیے کہ اس نے رشوت کی مد میں روپیہ خرچ کیا۔

②..... دوسرے اس نے زائد اپنے اور دوسرے کے حق میں ظلم کیا۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ جو چیز فسق کا سبب ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے۔ لہذا رشوت کی یہ قسم بالاتفاق حرام ہے۔ [عون المعبود شرح سنن ابوداؤد، ج: ۹، ص: ۴۹۶۔ فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ج: ۳۱، ص: ۲۸۶۔ نہایۃ المحتاج شرح المنہاج، ج: ۸، ص: ۹۵]

اس کا ثبوت وہ نصوص اور صراحتیں ہیں جو رشوت کی بابت وارد ہیں۔ ان کی تفصیل باب دوم کی پہلی فصل میں مذکور ہے۔ [جاری ہے]



نہجِ تکدین میں قرآن مجید کی روشنی میں
خدا کا ارشاد: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

نماز پڑھو روزہ رکھو حج اچھا کرلو اور اپنی
میتیں باوجود ایسے مسلمان بنو کہ سکا!

قانون تحفظ ناموس رسالت
میں ازیم حضور خاتم النبیین کی
شہادت سے محرومی کا باعث ہے

قانون تحفظ ناموس رسالت میں حکومت کوئی ازیم نہ کرے

اسلامی ایمان پاکستان اس کو بھی برداشت نہیں کریں گے

حکمرانوں سے درد مندانہ اپیل

سرکاری حکام اور ارباب حل و عقد سے اپیل ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے
وفادار بن کر رہیں اور کسی عہدہ کے لالچ یا دنیا کی عارضی عزت کے بدلے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے بے وفائی کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

061-4514122, 042-5862404

122ھ 16 اکتوبر 2009ء..... (1473)..... 26 شوال المکرم 1430ھ

122ھ 16 اکتوبر 2009ء..... (1473)..... 26 شوال المکرم 1430ھ

جامعۃ العلوم اسلامیہ

۷۹ - ایف - گلشن راوی لاہور میں

داخلہ آخر شوال تک جاری رہے گا

خصوصیات

- | | |
|--|---|
| ✓ شہر کے قریب ترین علاقہ | ✓ طلبہ کی اخلاقی تربیت اور اصلاح اعمال |
| ✓ قیام الیل کی ترغیب و تہریص | ✓ محنتی اور خوش اخلاق اساتذہ کرام |
| ✓ عصر کے بعد طلبہ کی تفریح کے لیے کھلے پارک | ✓ درس نظامی کے طلبہ کو ماہانہ وظائف |
| ✓ صاف ستھرا ماحول، کھلی فضا | ✓ تدریسی اوقات کی پابندی اور مطالعہ کتب کی نگرانی |
| ✓ قیام و طعام اور علاج معالجے وغیرہ کی سہولت | ✓ طلبہ سے دلی محبت رکھنے والی انتظامیہ |

شعبہ جات

- ✎ درس نظامی: ابتدائی چار کلاسوں کا انتظام
- ✎ تجوید و قرأت: درس نظامی کی ابتدائی دو کلاسوں کے ساتھ روایت حفص مکمل کروا کر تجوید کی سند دی جاتی ہے۔
- ✎ تحفہ القرآن: اس شعبہ میں بہترین اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں اور کسی حافظ کو اس کی منزل کی پہنچگی کے بغیر سند نہیں دی جاتی۔
- ✎ ناظرہ قرآن: اس شعبہ میں کسی بیرونی یا مقامی بچے کو ہر وقت داخل نہیں ملے گا۔ مقامی ناظرہ بچوں کے لیے مستقل استاد کا انتظام ہے۔
- ✎ سکول کی تعلیم: بچوں کے لیے اردو، انگریزی اور ریاضی کی تعلیم کے لیے ماہر استاد کا انتظام ہے۔
- ✎ فنی تعلیم: مستقبل میں معاش کے پیش نظر طلبہ کی الیکٹرونکس کے فن کی تربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔

نوٹ ہر بچہ داخلے کے لیے اپنے والدین پرست کو ہمراہ لائے۔ داخلہ فارم پُر کرنے کے بعد داخلہ ملے گا۔

ڈائریجنٹ (ڈپٹی) مدیر: مرکز ادارۃ الاسلام و جامعۃ العلوم الاسلامیہ

محمد عزیز جامع مسجد قاضی اہل حق

79 ایف گلشن راوی لاہور

فون: 042-7410587

موبائل: 0300-4162886

دارالحديث الجامعة الكمالية (رجسٹرڈ) راجووال

عملہ: 17 افراد پر مشتمل سٹاف دارالحديث کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں:

- ① بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد یوسف صاحب (بانی و سرپرست و شیخ الحدیث) ② فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ امین صاحب (نائب شیخ الحدیث) ③ پروفیسر عبید الرحمن محسن صاحب مہتمم (ایم۔ اے عربی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، ایم۔ اے اسلامیات فی ایچ ڈی سکالر پنجاب یونیورسٹی لاہور) ④ فضیلۃ الشیخ محمد رفیق زاہد صاحب مدیر التعليم (فاضل ریاض یونیورسٹی) ⑤ فضیلۃ الشیخ محمد یحییٰ محمدی اعوان صاحب ⑥ فضیلۃ الشیخ حبیب الرحمن صاحب (مدرس عربی زبان و ادب) ⑦ الشیخ قاری شفقت الہی صاحب (فاضل قراءات سبعہ عشرہ بونگہ بلوچاں) انچارج شعبہ تجوید، ⑧ محترم جناب عمر فاروق ہاشمی صاحب (انچارج عصری علوم) ایم۔ اے، بی۔ ایڈ ⑨ محترم جناب ابوبکر سعید ہاشمی صاحب (ایم۔ اے، بی۔ ایڈ) ⑩ جناب قاری محمد خالد صاحب مدرس شعبہ حفظ ⑪ جناب قاری نجیب اللہ شاہ صاحب مدرس شعبہ حفظ ⑫ قاری محمد نعمان یونس صاحب (مدرس ناظرہ) ⑬ حافظ امجد سہیل صاحب (مدرس ناظرہ) ⑭ حافظ عتیق الرحمن صاحب (مدرس ناظرہ) ⑮ محمد نعیم (باورچی) ⑯ محمد یحییٰ خادم ⑰ خاکروب۔ شعبہ طالبات کی معلمات اس کے علاوہ ہیں۔

حفاظ کرام: 12 طلباء نے حفظ قرآن کی سعادت کی۔ نام حسب ذیل ہیں:

- ① حافظ عبداللہ سلیم، ② حافظ صفدر اقبال، ③ حافظ محمد عبداللہ، ④ حافظ محمد بلال خالد، ⑤ حافظ احمد علی، ⑥ حافظ عمران ادریس، ⑦ حافظ محمد یحییٰ، ⑧ حافظ عرفات احمد، ⑨ حافظ احسان احمد، ⑩ حافظ عبدالعظیم شاہ، ⑪ حافظ سدیس احمد، ⑫ حافظ محمد زکریا۔

لاہور بورڈ 9th کلاس اور وفاق کاشان دارزرلٹ

اس سال القف الثالث کے نو (9) طلباء نے 9th کلاس کا لاہور بورڈ کے تحت امتحان دیا اور سب طلباء فرسٹ ڈویژن میں کامیاب

ہوئے اور ضلع قصور و اوکاڑہ میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ تفصیلات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	رول نمبر	نام	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	انہی تمام طلباء
1	505344	حافظ عبدالرؤف	525	434	انہی تمام طلباء
2	505346	حافظ احسان الہی	525	354	نئے گزشتہ سال
3	505347	حافظ آصف	525	391	القف الثاني میں
4	505348	حافظ عبدالرحمن	525	397	وفاق (ثانویہ عامہ)
5	505350	حافظ عامر شہزاد	525	404	کا امتحان بھی ممتاز
6	505351	ابوسفیان کبی	525	345	درجہ میں پاس کیا۔
7	505352	حافظ امانت اللہ	525	338	الحمد لله الذی
8	505349	حافظ احسن عظیم	525	390	بنعمتہ تتم
9	505353	حافظ محمد اولیس	525	367	الصالحات

داخلہ: بھرپور داخلہ ہو چکا ہے۔ پرائمری پاس حفاظ قرآن کے لیے صرف القف الاول میں 20 اکتوبر تک میرٹ کی بنیاد

پر داخلہ جاری رہے گا۔

پروفیسر عبید الرحمن محسن (مہتمم) دارالحديث الجامعة الكمالية رجسٹرڈ راجووال اوکاڑا

فون: 0300-6972721 / 0333-6972721 / 0322-5473235